امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 43 مورخہ ۲۶؍صفر المظفر ۱۴۴۰ھ مطابق ۵؍نومبر ۲۰۱۸ء روز سوموار

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- جمال احمد خاشقجی
- معیار الاوقات (تبصرہ کتاب)
- دفعہ ۴۹۷؍ایک سوچی سمجھی سازش
- اتحاد واتفاق کا اسلامی تصور
- اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ
- طب وصحت، ملی سرگرمیاں

بین السطور

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

انتہائی خطرناک

کیرالہ کے سبری مالا مندر میں دس سے پچاس سال عمر کی لڑکیوں اور خواتین کا داخلہ ممنوع ہے، عدالت عظمیٰ (سپریم کورٹ) نے اس معاملہ کو عورتوں کی آزادی پر حملہ قرار دیتے ہوئے اپنے ایک اہم فیصلہ میں سبری مالا مندر کے دروازے ہر عمر کی خواتین کے لیے کھول دینے کا حکم صادر کیا تھا، اب یہ حکومت کی ذمہ داری تھی کہ وہ عدالت کے اس فیصلے کا احترام کرتے ہوئے اس کے نفاذ کو یقینی بنائے، لیکن ہوا اس کے بر عکس، مندر کے دروازے عام لوگوں کے لیے ایک تقریب کے موقع سے پانچ دنوں کے لیے کھولے گیے، ہر دن جواں عمر لڑکیاں اور خواتین نے مندر میں داخلے کی کوشش کی، لیکن مندر کے کارکنوں نے کسی کو داخل نہیں ہونے دیا، نوبت ہاتھا پائی کی آئی، احتجاج اور مظاہرے بھی محدود سطح پر ہوئے؛ لیکن مندر انتظامیہ ٹس سے مس نہیں ہوئی، پولس خاموش تماشائی بنی رہی اور کسی میں بھی اتنا دم نہیں تھا کہ وہ عدالت کے فیصلے کے مطابق خواتین کو اندر جانے دے، یہ سیدھا سیدھا عدالتی فیصلوں کی ان دیکھی؛ بلکہ توہین عدالت کا معاملہ ہے، اگر عدالت عظمیٰ نے اس کا نوٹس نہیں لیا تو آئندہ اس کے فیصلے کا اس سے برا حال ہوگا بی جے پی کے صدر امیت شاہ نے اس کے واضح اشارے دیے ہیں، انہوں نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ عدالت کو ایسا حکم نہیں دینا چاہئے جو لوگوں کی عقیدت کے خلاف ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ اب عدالتوں کے فیصلے دستور ہند کے تحت نہیں، آستھا اور عقیدت کی بنیاد پر ہوں گے اور ایسے تمام فیصلے رد کئے جائیں گے، جو آستھا اور عقیدت کے خلاف ہوں گے، انہوں نے یہ بھی کہا کہ بائیں بازو کی حکومت مندروں کے خلاف سازش رچ رہی ہے اور سبری مالا مندر کو برباد کرنا چاہتی ہے، انہوں نے عدالت کو مورد الزام ٹھہراتے ہوئے کہا کہ اس نے فیصلے پر عمل در آمد کیوں نہیں کرایا، امیت شاہ کا یہ بیان کم علمی اور جہالت پر مبنی ہے، سب جانتے ہیں کہ فیصلے کی تنفیذ کی ذمہ داری عدالت اور مقننہ کی نہیں ہے، یہ صرف اور صرف حکومت اور انتظامیہ کا کام ہے، جو اس فیصلہ کے حوالہ سے روبہ عمل نہیں لایا جاسکا۔

اس سے بھی بھونڈا بیان اس مسئلہ پر مرکزی وزیر اسمرتی ایرانی کا آیا ہے، انہوں نے مندر میں داخل نہ ہونے کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ کیا آپ ماہواری کا خون لگا ہوا سینٹری پیڈ لے کر دوست کے گھر جائیں گی، ظاہر ہے آپ ایسا نہیں کرسکتیں، اس لیے ہمیں بھگوان کے گھر جاتے وقت ایسا نہیں کرنا چاہیے، وزیر اسمرتی ایرانی کے بارے میں کچھ کہنا مشکل ہے کہ وہ ہمیشہ اسی پریڈ میں رہتی ہیں، لیکن عام خواتین کے بارے میں ایسا تبصرہ ان کی جہالت پر مبنی ہے، کیوں کہ عورتیں ہمیشہ اس حالت میں تو نہیں رہتیں، یہ معاملہ تین، پانچ اور زیادہ سے زیادہ دس دنوں کا ہوتا ہے تو کیا اس کا سہارا لے کر ہمیشہ اس کے لیے مندر کے دروازے بند کر دیے جائیں گے، اور انہیں عدالتی فیصلے کے باوجود روکا جائے گا، یہ عقل وانصاف کے تقاضہ سے بعید ہے۔

عدالت کے اس فیصلے کی ان دیکھی اور اس قسم کے بے تکے بیان کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اقلیتوں کی عبادت گاہوں پر عقیدت اور آستھا کے نام پر قبضہ کیا جائے گا اور چونکہ بقول امیت شاہ عدالت کو ایسے فیصلے نہیں سنانے چاہیے جن پر عمل نہیں کروایا جاسکے اور جو آستھا سے جڑے ہوں، اس کا سہارا لے کر ہندوستان میں عدم رواداری اور جنگل راج کے مزاج وماحول میں اضافہ ہوگا، قانون کی بالادستی باقی نہیں رہے گی، اس اعلان کا بُرا اثر بابری مسجد مقدمہ پر بھی پڑ سکتا ہے، جس کے لیے آر اس اس، بی جے پی اور حلیف تنظیموں نے داخلی اور خارجی سطح پر ماحول بنانا شروع کر دیا ہے، کوئی کہتا ہے کہ بابری مسجد کی جگہ پر مندر تو ہے ہی صرف اس کی توسیع کرنی ہے، کوئی کہتا ہے کہ عدالت کے فیصلے کے بغیر ہی ہم ۶؍دسمبر سے تعمیر کا کام شروع کر دیں گے، تو گڑیا کا کہنا ہے کہ قانون نہیں بدلے گا تو ہم وزیر اعظم بدل دیں گے، بھانت بھانت کی بولیاں اور قسم قسم کے بیانات کے ذریعہ ماحول خراب کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اس قسم کے بیانات دے اور دلا کر بی جے پی کیا چاہتی ہے اس کا اعلان واضح طور پر امیت شاہ نے کر دیا، مندر کے حوالہ سے دیے اس بیان کی لپیٹ میں بابری مسجد بھی آتی نظر آتی ہے، (بقیہ صفحہ ۱۰؍پر)

انتخابی امتحان

مدھیہ پردیش، راجستھان، چھتیس گڈھ، تلنگانہ اور میزورم میں ریاستی انتخابات ہونے والے ہیں، یہ انتخابات دراصل سیاسی پارٹیوں اور عوام کے درمیان تال میل، نظریاتی ہم آہنگی کا امتحان ہوتے ہیں، یہ انتخابات ہوا کا رخ طے کرتے ہیں اور اس کے نتائج بتاتے ہیں کہ عوام میں کس پارٹی کی پکڑ زیادہ ہے، حالاں کہ بہت جگہوں پر نتائج کا مدار عوام کی پسند کے بجائے ذات برادری، علاقائیت اور ای وی ام کی کارکردگی اور بوتھ پر دبنگوں کی دَبِش بھی ہوا کرتی ہے، لیکن اس قسم کے واقعات کے باوجود نتائج اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ کس کی تقریر، کس کے نعرے اور کس کے انتخابی منشور (مینی فسٹو) نے لوگوں کو متاثر کیا اور کون سے ایشو کی وجہ سے رائے دہندگان نے ووٹ کسی خاص پارٹی کی جھولی میں ڈال دیا، تجزیہ کار یہ بھی دیکھتے ہیں کہ شکست کے باوجود پارٹی کو ملنے والے ووٹ کا تناسب کیا رہا اور آئندہ اس بنیاد پر امکانات کیا ہیں؟

چنانچہ ان پانچ ریاستوں میں ہونے والے انتخابات کو تجزیہ کار اسی نظر سے دیکھ رہے ہیں کہ ان ریاستوں میں ہونے والے انتخاب کا ۲۰۱۹ء کے پارلیمانی انتخاب پر کیا اثر پڑے گا، تازہ صورت حال یہ ہے کہ میزورم، شمال مشرق کی تنہا ریاست ہے، جہاں کانگریس کی حکومت ہے اور وہ چونتیس سیٹیں لے کر واضح اکثریت میں ہے اور حزب مخالف میزو نیشنل فرنٹ کے پاس صرف پانچ سیٹیں ہیں، ایسے میں اگر میزورم میں کانگریس پارٹی ہارتی ہے تو پورے شمال مشرق سے اس کا صفایا ہو جائے گا۔

تلنگانہ میں وزیر اعلیٰ کے چندر شیکھر راؤ نے قبل از وقت انتخاب کا اعلان کر دیا ہے، وہاں ان چندرا بابو نائیڈو کی تلگو دیشم پارٹی مضبوط ہے، اس نے گذشتہ انتخاب میں ایک سو سترہ نشستوں پر قبضہ جما لیا تھا، اگر وزیر اعلیٰ کے چندر شیکھر راؤ کی مقبولیت کا گراف گرا تو تیلگو دیشم پارٹی بازی مار سکتی ہے اور جگموہن ریڈی کی وائی اس آر کانگریس پارٹی اور چندر شیکھر راؤ کی تلنگانہ راشٹر سمیتی کے اتحاد کو نقصان پہونچ سکتا ہے، علاقائی پارٹیوں کے مقامی اثرات ہوتے ہیں، اس لیے یہاں کانگریس کے لیے بہت مشکل ہے ڈگر پنگھٹ والا معاملہ ہے۔

مدھیہ پردیش، راجستھان اور چھتیس گڈھ بی جے پی کے قبضے میں ہے، مدھیہ پردیش اور چھتیس گڈھ میں بی جے پی تیسری پاری کھیل رہی ہے، راجستھان والے کسی ایک پارٹی کو دوسری پاری کھیلنے کا موقع نہیں دیتے، ہر انتخاب میں باگ ڈور سابقہ حکمراں کے علاوہ کو تھما دیتے ہیں، کانگریس ان تینوں ریاستوں میں بی جے پی کو سخت ٹکر دینے کی پوزیشن میں ہے، راہل گاندھی کے مسلسل دورے اور سیاسی بصیرت کے بڑھتے پیرا گراف کی وجہ سے ان تینوں ریاستوں میں اس کے لیے آثار اچھے ہیں، حکومت بننے کی بات کہنا تو قبل از وقت ہے، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کی سیٹیں بھی بڑھیں گی، ووٹوں کا تناسب بھی بڑھے گا اور ہوسکتا ہے کہ پانچ میں دو تین ریاستوں کی حکومت عوام اس کے حوالہ کر دیں، البتہ نریندر مودی اور راہل گاندھی نے جو طریقۂ کار میں تبدیلی لائی ہے اس سے رائے دہندگان بِدک بھی سکتے ہیں، ٹوپی پہننے سے انکار وزیر اعظم ٹوپی اور عربی رومال کے ساتھ مسجدوں میں جانے لگے ہیں، جبکہ راہل گاندھی مندروں کے دروازوں پر دستک دے رہے ہیں، صورت حال یہ ہے کہ دکھاوے کی حد تک صحیح، نرم ہندتوادی ہندتو کو خوش کرنے کے لیے مندروں میں متھے ٹیک رہا ہے اور گرم ہندتوادی اپنے نرم ہو جانے کے پیغام کو عام کر رہا ہے۔

ان ریاستوں میں کسانوں کی خودکشی، صاف اور پینے کے پانی کی کمی، نکسل ازم، خواتین کی حفاظت، تعلیم، صحت، بیروزگاری، نوٹ بندی، جی اس ٹی، ڈیزل اور پٹرول کی بڑھتی قیمتیں، روپے کی گھٹتی قیمت، بے تحاشہ بڑھتی مہنگائی، خاص مسائل ہیں جو رائے دہندگان کی ذہنیت کو بدل سکتے ہیں، صورت حال یہ ہے کہ حزب مخالف کے پاس کہنے کے لیے یہاں بہت کچھ ہے، جب کہ حکمراں طبقے کی بے توجہی کی وجہ سے جو مسائل کھڑے ہوئے ہیں اس کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہے، سوائے اس کے کہ وہ غیر ضروری مُدوں کو اچھال کر اپنا الو سیدھا کرلیں، سیاسی تجزیہ نگار، ان پانچ ریاستوں کے انتخاب کو سیمی فائنل سمجھ رہے ہیں، جو ۲۰۱۹ء کے فائنل انتخاب پر اثر انداز ہوگا۔

ایمان کی طاقت

''یہ وہ ملت ہے جو ڈوبتے ہوئے سفینے کو ساحل تک پہونچا سکتی ہے اور کسی گرتے ہوئے معاشرہ کو جو زمین میں بالکل دھنس رہا اور دلدل میں پھنس رہا ہے اور جو خودکشی وخودسوزی پر آمادہ ہے، بچا سکتی ہے، اس لیے کہ اس کے پاس وہ کتاب الٰہی ہے، اس کے پاس وہ اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اس کے پاس وہ ایمان موجود ہے جو اس کو خالص دولت پرست طاقت پرست، اقتدار پرست اور مادہ پرست بننے سے روکتا ہے۔''

(حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)

بلا تبصرہ

''اس بات میں اب کوئی شبہ نہیں رہ گیا ہے کہ حکومت کی مداخلت سے ایک آئینی ادارہ سر عام رسوا ہوا ہے، اپوزیشن کو دبانے کے مقصد سے حکومت نے جس اتھاریٹی کا استعمال کیا، اس کی زد میں بالآخر وہ خود آچکی ہے، اسے خود سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ آلوک ورما کو راتوں رات ہٹا کر اس نے کیا غیر آئینی قدم اٹھایا ہے، یہ دکھاوے کی کاروائی تھی، جس کا سپریم کورٹ نے برابر جواب دیا ہے، سی بی آئی کے بحران کی ذمہ دار حکومت ہے، جس کا اپوزیشن کو ہراساں کرنے کا نشہ شاید اس بحران کے بعد بھی نہ اترے۔''

(انقلاب ۲۸؍اکتوبر ۲۰۱۸ء)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

اطمینان وسکون کی تلاش:

﴿وہ لوگ جو ایمان لائے اور اللہ کی یاد سے ان کے قلب کو سکون حاصل ہوتا ہے، یاد رکھو اللہ کی یاد سے ہی دلوں کو سکون ملتا ہے، جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیا، ان کے لیے خوشحالی اور بہترین ٹھکانہ ہے﴾ (سورۂ رعد: ۲۸)

مطلب: دنیا کا ہر انسان سکون کی تلاش میں سرگرداں ہے، کوئی عہدہ ودولت کو سکون واطمینان کا ذریعہ سمجھتا ہے، کوئی مادی آسائش کے لیے تگ ودو میں لگا ہوا ہے اور اس منزل کو پانے کے لیے اپنی پوری توانائی صرف کررہا ہے، راتوں کی نیند ختم ہورہی ہے اور اس کے لیے خواب آور گولیاں استعمال کررہا ہے، مگر اس کو وہاں بھی سکون نہیں ملتا؛ لیکن جن لوگوں کو اللہ پر یقین ہے، انہیں اللہ کی یاد سے طمانیت اور سکون حاصل ہوتا ہے، صرف یاد الٰہی سے جو تعلق مع اللہ حاصل ہوتا ہے، وہ ہی ہے جو دلوں کو اضطراب ووحشت کو دور رکھتا ہے، وہ جانتے ہیں کہ زمانے کی رفتار خواہشات کے تابع نہیں ہوتی ہے؛ اس لیے وہ صبر وشکر کے دامن کو تھامے رہتے ہیں اور صبر کی قوت سے قلبی اضطراب کو دھکیل دیتے ہیں اور اپنے اندر تسلیم ورضا کی وہ اسپرٹ پیدا کرتے ہیں، جو اندرونی غم والم کا بہترین بدل ثابت ہوتا ہے؛ اس لیے ہمارے بزرگوں نے لکھا ہے کہ التسلیم للہ من ادب النفس، نفس کا ادب یہ ہے کہ راضی برضائے الٰہی رہے اور ان متنوع پریشانیوں پر قابو پائے، جن کو قوت مفکرہ نے سمندر کے جھاگوں کی طرح دل ودماغ میں پیدا کردیا ہے، چنانچہ ارشاد نبوی ہے: ارض بما تسم اللہ لک تکن اغنی الناس، خدا نے تم کو جو کچھ دیا ہے اس پر راضی رہو، اس طرح تم لوگوں میں سب سے بڑے مستغنی انسان ہوجاؤ گے اور اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا، بے جا حرص وآرزو کے جراثیم سے جسم پاک رہے گا؛ کیوں کہ اکثر دیکھا گیا کہ جو لوگ زیادہ کی طلب میں لگے رہتے ہیں، جسمانی عوارض کے شکار ہوجاتے ہیں اور جو قناعت پسند ہوتے ہیں اور اللہ کے فیصلوں پر صبر واستقامت کی زندگی گذارتے ہیں، وہ سکون قلب کی نعمت سے بہرہ ور ہوتے ہیں، ایک ماہر نفسیات نے لکھا ہے کہ چینی لوگ دل کی بیماریوں سے شاذ ونادر ہی مرتے ہیں، وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ زندگی سبک اور نرم رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر کا بھی تجزیہ ہے کہ حرکت قلب کے بند ہونے والوں کی تعداد غریب مزدوروں اور کاشتکاروں کے مقابلہ میں جو کسی جسمانی تکلیف سے ہلاک ہوتے ہیں، بیس گنا زیادہ ہے، کیوں کہ رنج وفکر کا دباؤ ان کے مضبوط اعصاب تک سرایت نہیں کرتے اور جس کی وجہ سے چہروں پر پژمردگی کے آثار نہیں دیکھے جاتے ہیں، اس کے ساتھ جن لوگوں کا اللہ سے تعلق مضبوط ومستحکم ہوتا ہے، وہ حالات سے نہیں گھبراتے ہیں؛ کیوں کہ مصیبت وپریشانی دیندار اور فاسق دونوں پر آتی ہے، دیندار اللہ کی طرف رجوع ہوتا ہے اور فاسق ناامید ہوجاتا ہے، اس لیے آپ بھی اپنے دل کو اللہ کی یاد سے تروتازہ رکھئے اور صبر وشکر کی نعمت کے ساتھ زندگی گذاریئے۔

بیوی رفیق ہوتی ہے؛ فریق نہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب کبھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے وقت بیدار ہوتے اور آپ کو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ میری آنکھ لگ گئی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دھیرے سے جوتا پہنتے، آہستہ سے چادر اٹھاتے، پھر ہولے سے کواڑ کھولتے اور باہر آکر دھیمے سے بھیڑ دیتے۔ (نسائی، باب عشرۃ النساء)

وضاحت: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور سیرت مبارکہ کا ہر گوشہ آئینہ کی مانند صاف وشفاف اور چاند اور سورج کی مانند روشن وتابناک ہے، آپ کی سیرت کے مطالعہ سے قدم قدم پر رہنمائی ملتی ہے، جس کی نظیر کسی اور مذہبی پیشواؤں میں نہیں ملتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق وکردار کے اعلیٰ معیار پر فائز تھے، ہمدردی وغمگساری، خیر وبھلائی کے معاملہ میں سب سے آگے تھے، دوسروں کے آرام وراحت کا اس قدر خیال فرماتے کہ اپنے گھر والوں کے ساتھ بھی الفت ومحبت اور خوش اخلاقی سے پیش آئے، ازواج مطہرات کو بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ صرف محبت تھی، بلکہ عشق تھا، وہ شوہر کی خدمت واطاعت کو عبادت سمجھتیں اور آپس میں لطف وخوبی کے ساتھ زندگی گذارتیں، جب کبھی راتوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے درمیان نہ پاتیں تو بے قرار ہوجاتیں، نسائی کی ایک روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ نے رات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس نہ پایا، رات تاریک تھی، گھر اندھیرا تھا، تشویش پیدا ہوئی، ادھر ادھر ڈھونڈا، آخر تلاش کرتی ہوئی قبرستان تک پہونچ گئیں تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تسبیح وتہلیل اور دعا واستغفار میں مشغول ہیں، الٹے پاؤں گھر واپس آئیں اور صبح کو آپ کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں، ہاں، ہمیں رات میں کوئی کالی چیز سامنے جاتے ہوئے معلوم ہوئی تھی، اب سمجھ میں آیا کہ تم ہی تھی، چونکہ حضرت عائشہ وفا شعار اور فرض شناس بیوی تھی؛ اس لیے آپ کی طرف محبت، اعتماد اور تحفظ حاصل تھا، وہ کبھی بدگمان نہیں ہوتیں، یاد رکھئے کہ جب ازدواجی زندگی کی گاڑی سلامتی سے گذرتی ہے تو پُر پیچ وادیاں بھی دیبا ومخمل سے زیادہ نرم وگداز بن جاتی ہیں، چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خانگی اور عائلی زندگی کو پرکیف اور مسرت بخش بنانے کے لیے بیویوں سے ہنسی ودل لگی کی باتیں کرتے، کبھی کبھی دل بہلانے کے لیے مزاحیہ واقعات اور تفریحی کہانیاں سناتے، خود بھی تبسم فرماتے اور ازواج مطہرات کو بھی ہنساتے کھلاتے، راتوں کو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز کے لیے بیدار ہوتے اور بسا اوقات ازواج مطہرات نیند میں ہوتیں تو ان کے آرام کا حد درجہ خیال فرماتے، بہت آہستہ سے دروازہ کھولتے اور ہولے سے بھیڑ دیتے؛ تاکہ نیند میں خلل پیدا نہ ہو، گرچہ یہ باتیں ہلکی پھلکی ہیں، مگر اس سے اندازہ لگایئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کے آرام وراحت کا کس قدر خیال فرماتے، اس میں پوری عالم انسانیت کے لیے ایک پیغام ہے کہ بیویاں فریق نہیں رفیق ہوتی ہیں۔ ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے سے ازدواجی زندگی میں بہتری وخوشگواری آتی ہے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

جھوٹ اور فریب کے ذریعہ سرکاری رقم لینا:

سرکاری اسکول ومدارس میں سرکار کی طرف سے بچوں کو طے شدہ مینو کے حساب سے دوپہر کا کھانا دیا جاتا ہے، جس میں بہت دھاندلی کی جارہی ہے، اور اس دھاندلی میں بہت سے مدارس کے ذمہ داران بھی ملوث ہیں، مدرسہ میں اگر دوسو بچے ہوں تو پانچ سو بچوں کی فرضی حاضری رجسٹر بنا کر پانچ سو بچوں کی خوراکی کی رقم لی جاتی ہے، مینو کے حساب سے تو رقم لی جاتی ہے، لیکن بچوں کو دی نہیں جاتی، معمولی کھانا دے کر ساری رقم بچالیتے ہیں، اور ذمہ داران ہضم کرجاتے ہیں، کبھی ان کی انکوائری ہوئی تو رشوت دے کر اپنی جان چھڑا لیتے ہیں، یہ کام مدرسہ کے عالم وفاضل کے عہدہ پر مامور مولانا صاحبان اور صدر مدرس حضرات کرتے ہیں، شرعاً یہ عمل کیسا ہے؟

الجواب و باللّٰہ التوفیق

مدارس دینیہ خواہ ملحق ہوں یا غیر ملحق دینی قلعے ہیں، جہاں بچے دینی تعلیم وتربیت حاصل کرتے ہیں اور اسلامی رنگ میں رنگ کر ایک اچھے عالم وداعی بن کر قوم وملت کی خدمت کا فریضہ انجام دیتے ہیں، اسلام کی روشنی ان ہی مدارس سے نکلتی ہے اور نہ صرف اپنے گرد ونواح کو بلکہ پورے عالم کو منور وروشن کرتی ہے، ظاہر ہے مدارس کا یہ کردار اسی وقت تک ممکن ہے، جب ارباب مدارس، اساتذہ وذمہ داران خود اس لائق ہوں، تقویٰ وخداترسی کی عظیم نعمت سے بہرہ ور ہوں اور حلال وحرام کی تمیز رکھتے ہوں، لیکن اگر مدارس کے ذمہ داران واساتذہ نام کے تو عالم ہوں پر عالمانہ کردار اور خداترسی کی صفات سے خالی ہوں، ان میں حلال وحرام کی کوئی تمیز نہ ہو تو ایسے مدارس سے امت کو اور قوم کے نونہالوں کو کوئی خاص فائدہ نہیں ہوگا، اور مدارس کا مقصد بھی فوت ہوجائے گا۔

صورت مسئولہ میں مذکورہ مدارس کے ذمہ داران کا فرضی رجسٹر بنانا، بچوں کی زیادہ تعداد دکھا کر خوراکی کی رقم لینا، معمولی قسم کا کھانا دے کر پیسے بچانا، رشوت دینا؛ سب ناجائز اور حرام ہیں، ایسے لوگوں کی شرعی ذمہ داری ہے کہ جھوٹ، فریب، دھوکہ دھڑی اور رشوت کے لین دین سے مکمل پرہیز کریں، اور سرکار کی جو رقم غلط طریقہ سے حاصل کی ہے، وہ سرکاری خزانہ میں واپس کرے، اس رقم کو اپنے مصرف میں یا مدرسہ کی تعمیر میں صرف کرنا شرعاً درست نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "نجعل لعنة الله على الكذبين" (آل عمران: ٦١)

قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من غش فليس منا (سنن الترمذى باب ما جاء فى كراهية الغش فى البيوع: ٢٤٥/١) "و يردونها على أربابها إن عرفوهم و إلا تصدقوا بها لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه" (شامى كتاب الحظر والاباحة باب استبراء فصل البيع: ٥٥٣/٥)

اپنی جگہ کسی کو عارضی طور پر مدرس بنا کر خود رخصت پر جانا:

مدرسہ بورڈ کے ایک استاذ جن کی رخصتیں ختم ہوگئی ہیں، وہ اپنی جگہ کسی دوسرے کو عارضی طور پر مدرس رکھ کر خود چالیس دن کی جماعت میں جاتے ہیں، اور پوری تنخواہ لیتے ہیں، ان کا ایسا کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں، اس تنخواہ کا حقدار کون ہوگا، اصل مدرس یا اس کا نائب؟

الجواب و باللّٰہ التوفیق

صورت مسئولہ میں اگر مدرسہ بورڈ کا یہ ضابطہ ہو کہ بحال شدہ مدرس اپنی جگہ کسی کو مدرس رکھ کر خود کہیں جاسکتا ہے تو ایسی صورت میں شخص مذکور کا جانا اور پوری تنخواہ لینا شرعاً جائز ودرست ہے ورنہ نہیں۔ جواز کی صورت میں پوری تنخواہ کا حقدار تو اصل مدرس ہی ہوگا اور ان اس اجرت کا حقدار ہوگا جو اصل مدرس نے اس کے لیے متعین کی ہے، اور اگر کوئی اجرت متعین نہیں کی ہے تو وہ اجرت مثل کا حقدار ہوگا۔ (مستفاد احسن الفتاویٰ: ۷/ ۲۸۵)

"النائب لايستحق شيئاً من الوقف، لأن الاستحقاق بالتقرير و لم يوجد و يستحق الأصيل الكل و إن عمل أكثر السنة الخ" (شامى مطلب مهم فى الاستنابه فى الوظائف: ٦٣١/٦)

دعوت وراشن کی رقم مسجد میں لگانا:

ایک محلّہ میں ایک مسجد زیر تعمیر ہے، محلّہ کے ذمہ داروں نے قانون بنایا کہ جس کے گھر میں بھی شادی ہو، خواہ لڑکے کی ہو یا لڑکی کی، دعوت نہیں کرنا ہے اور دعوت میں ہونے والے ممکنہ اخراجات مثلاً غریب آدمی کو پچیس ہزار روپئے اور مالدار کو پچاس ہزار روپئے مسجد میں دینا ہے، اسی طرح یہ قانون بنایا کہ جتنے لوگوں کے پاس راشن کارڈ ہے وہ اپنا کارڈ مسجد کمیٹی کے پاس جمع کردیں، کمیٹی والے خود ہی ڈیلر سے اجتماعی طور پر راشن خرید کر بازار کی قیمت میں فروخت کریں گے اور وہ رقم مسجد کی تعمیر میں صرف ہوگی، شرعی اعتبار سے ایسا قانون بنانا اور رقم تعمیر مسجد میں لگانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب و باللّٰہ التوفیق

صورت مسئولہ میں شادی بیاہ کے موقع پر قانون بنا کر لڑکا یا لڑکی والوں سے پچیس یا پچاس ہزار روپئے لینا یا راشن کارڈ لے کر راشن کی قیمت میں مسجد میں لگانا شرعاً صحیح نہیں ہے، کیوں کہ دینے والے عام طور پر سماجی دباؤ میں آکر دیتے ہیں، اپنی خوشی اور رضامندی سے نہیں دیتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، کسی کا مال اس کی خوش دلی کے بغیر حلال نہیں ہے۔ "قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: الا لا تظلموا، ألا لايحل مال امرء إلا بطيب نفس منه" (مشكوٰة المصابيح: ٢٥٥)

لہٰذا اس طرح کا مال لینے اور مسجد میں استعمال کرنے سے پرہیز لازم وضروری ہے۔ البتہ اگر واقعۃً کوئی شخص بغیر کسی جبر اور دباؤ کے شادی کے پرمسرت موقع پر خوشدلی سے کوئی رقم دیتا ہے، یا راشن کارڈ کمیٹی کے حوالہ کرکے اس کو اختیار دے دیتا ہے تو ایسی صورت میں مذکورہ رقم مسجد میں لگانا شرعاً جائز ودرست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 43 مورخہ ۲۶/صفر المظفر ۱۴۴۰ھ مطابق ۵/نومبر ۲۰۱۸ء روز سوموار

گمراہ ہوتے لوگ

ان دنوں ایک بڑا فتنہ شکیل بن حنیف اوران کے پیروکاروں کے ذریعہ پھیلایا جارہا ہے، جو یونیورسٹی اور کالج کے طلبہ میں تیزی سے برگ وبار لا رہا ہے، شکیل بن حنیف (ولادت ۱۹۶۸) عثمان پور رتن پورہ دربھنگہ میں پیدا ہوا، تعلیم انجینئرنگ کی پائی، اس نے پہلے لکشمی نگر دہلی میں ایک مکان کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اوراب ان دنوں اورنگ آباد شہر سے باہر ''پڑے گاؤں'' میں جاکر پڑ گیا ہے، رحمت نگر کے نام سے پوری کالونی پولیس اکیڈمی کے قریب بنالیا ہے اورجس طرح قادیانی جال میں پھانس کر قادیان لے جاتے ہیں اسی طرح یہ اپنے ماننے والوں کواورنگ آباد بلاتا ہے، اورذہنی تطہیر کے مرحلہ سے گذارتا ہے، یہ فتنہ اس قدر بڑھ رہا ہے کہ پورا ہندوستان اس کی لسٹ میں ہے، جن صوبوں کی رپورٹیں ہمارے پاس دستیاب ہیں ان میں اتر پردیش کے لکھنؤ، کان پور، اناؤ، بنارس، دیوریا، گورکھپور، مئو، گھوسی، بہرائچ، اعظم گڈھ، جون پور، الہ آباد، فتح پور، سلیم پور، گریٹر نوئیڈا، آگرہ، سدھولی۔ بہار میں پٹنہ، پھلواری شریف، دانا پور، عثمان پور، سبزی باغ، مظفر پور، بیگوسرائے، گیا، دربھنگہ، سہرسہ، مدھوبنی، موتی ہاری، پورنیہ، ارریہ، کٹیہار، کشن گنج، سیوان، گوپال گنج، چھپرہ۔ جھارکھنڈ میں گریڈیہہ، رانچی، دیوگھر، ہزاری باغ، دھنباد، مدھوپور اور بوکارو۔ مدھیہ پردیش میں بھوپال، ہردا، چندوہری گنہ اشوک نگر، گوالیار، جبل پور۔ راجستھان میں جے پور، کوٹہ، دھولی پور، رام گڈھ مور، جگت پورا، سیکر، فتح پور شیخاوائی۔ مہاراشٹر میں ممبئی، مالونی، جوگیشوری اورنگ آباد، احمد نگر جلگاؤں، دھولیہ، پونہ، شولا پور، عثمان آباد۔ چھتیس گڈھ میں رائے پور۔ کرناٹک میں بنگلور، میسور، گجرات میں سورت، آنند، احمد آباد۔ مغربی بنگال میں کولکاتا، اتراکھنڈ میں دہرادون، آندھرا پردیش میں نیلور، وجے واڑہ، انگول۔ تلنگانہ اسٹیٹ میں حیدرآباد، ورنگل، کاماریڈی، نظام آباد، کھمام کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں، یہ کل تیرہ صوبے ہیں، جن کی رپورٹ اعداد وشمار کے ساتھ کل مشاورتی نشست میں پیش کی گئی تھی، اس رپورٹ کے تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک کے وہ حصے جو ہندی اوراردو بولتے ہیں، ان صوبوں میں اس فتنہ کا اثر زیادہ ہے، فتنہ کے شکار زیادہ تر وہ لوگ ہیں جن کی معلومات حضرت عیسیٰ علیہ السلام اورمہدیٔ موعود کے بارے میں کم ہے یا بالکل نہیں ہے، اس کی سازش کے شکار نوجوان اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ زیادہ ہورہے ہیں، یہ لوگ مذہبی لبادے میں ملبوس ہوتے ہیں اس لیے انکے دام فریب میں پھنسنے والے ان کو مذہبی شخصیت سمجھ کران کے قریب ہوتے ہیں اور پھر وہ اپنے ایمان سے دستبردار ہوجاتے ہیں، قادیانیت کی طرح یہ فتنہ بھی دین وایمان سے دور کرنے کا سبب ہے اور شکیل بن حنیف اور خود ان کے ماننے والے مرتد ہیں، ملک کے بڑے اداروں کا یہی فتویٰ ہے۔

ابھی دوسال قبل ایک مذہبی خانوادہ میں نکاح پڑھانے کے لیے جانا ہوا، ایک بڑے عالم بھی تشریف لے گیے تھے، نکاح سے قبل خبر ملی کہ یہ لڑکا شکیل بن حنیف کا مرید ہے، بلاکر حضرت نے بہت سمجھایا، مہدی موعود کی علامت والی حدیثیں بھی سنائیں لیکن وہ ٹس سے مس نہیں ہوا، مجبوراً ہمیں اس نکاح کو روک دینا پڑا، حضرت مولانا جب کوئی حدیث سناتے تو وہ کہتا کہ یہ علامت شکیل بن حنیف میں پائی جارہی ہے، بالآخر وہ گاؤں چھوڑ کر شکیل کے پاس چلا گیا، یہ ایک واقعہ ہے، لیکن اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ اس کا فتنہ دیندار مسلم گھرانوں تک پہونچ رہا ہے، اس لیے اس کے تعاقب کی سخت ضرورت ہے، واقعہ یہ ہے کہ فتنوں کے اندھیرے ہماری دیواروں تک پہونچ گیے ہیں، اور ہمارے دروازوں پر دستک دے رہے ہیں۔

اس لیے اس فتنہ کو اکھاڑ پھینکنے کے لیے ہر سطح پر کام کرنے کی ضرورت ہے، ہمت اور ثابت قدمی کے ساتھ اہل خانہ کی فکری وایمانی تربیت اس انداز میں کرنی چاہیے کہ وہ فتنوں سے باخبر رہیں، تاکہ وہ ان کے جال میں نہ پھنسیں، جن علاقوں میں فتنے پھیل رہے ہیں، اس کا جائزہ لے کر علماء، ائمہ مساجد، مذہبی تنظیموں کو متوجہ کیا جائے، تاکہ اس فتنہ کے تدارک کے لیے وہ آگے آسکیں۔ بچوں کو فکری ارتداد سے بچانے کے لیے انہیں مشنری اسکولوں اورایسے اداروں میں پڑھانے سے بھی گریز کرنا چاہیے، جہاں دیوی دیوتاؤں کی پوجا، وندنا، یوگا، پرارتھنا، ان کی روٹین کا حصہ ہو اور جہاں عیسائیت اور ہندوازم کو قومی ثقافت وکلچر، تہذیب ووراثت کا حصہ بتا کر بچوں کے معصوم ذہنوں کو زہر آلود کیا جارہا ہو۔ اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے اکابر امارت شرعیہ کے مشورہ سے تنظیم ائمہ مساجد کے ذریعہ ۵،۶/نومبر کو پٹنہ اور پھلواری شریف میں پروگرام کا انعقاد کیا جارہا ہے، مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس موقع کا فائدہ اٹھائیں اور فتنے سے محفوظ رہنے کے طریقے جانیں اور سیکھیں۔

تشدد کی نئی لہر

درگا پوجا کے بعد بہار میں تشدد کی نئی لہر پیدا ہوئی ہے، سیتامڑھی، سمستی پور، سیوان اور ویشالی میں تشدد کی اس نئی لہر نے خوف وہراس اور دہشت کا ماحول پیدا کردیا ہے، سیتامڑھی میں زین الانصاری کو بھیڑ نے پہلے قتل کیا، پھر تیل چھڑک کر آگ لگادیا، مقامی انتظامیہ نے دودن تک اس واقعہ کو چھپا کر رکھا، نیٹ کی سروس بند کردی گئی، اخبارات اور میڈیا کو ڈرادھمکا کر خبروں کو سامنے نہیں آنے دیا گیا، مدھوبنی، رام نگرا، گئوشالا اور جانکی استھان میں مسلمانوں کی دکانیں لوٹی گئیں، گھر جلائے گیے اور مسافروں پر حملے کیے گیے، سمستی پور کے حالات دگرگوں ہوئے، وہاں کی مسجد میں تالا اب بھی بند ہے، سیوان میں مسجد کے مؤذن کو گولی ماردی گئی، اور بدوپور بلاک کے کلیان پور میں ڈاڑھی بال مونڈ کر مسلمانوں کو ذلیل کیا گیا اور ان کا جلوس نکالا گیا، یہ سلسلہ دراز ہوتا چلا جارہا ہے، تازہ خبر یہ ہے کہ گذشتہ رات یعنی ۳۱/اکتوبر کو مشہور ادیب، شاعر، نقاد، استاذ الاساتذہ سابق پروفیسر شعبہ اردو بہار یونیورسٹی مظفر پور کے صاحب زادہ نفیس احمد خان کو اغوا کرلیا گیا، کافی تگ ودو کے بعد بھی اب تک ان کا سراغ نہیں لگا ہے، ان حالات میں بہار کے وزیر اعلیٰ نتیش کمار تک لوگوں کی نگاہ جاتی ہے، جو یہ کہا کرتے ہیں کہ ''ہم کام کرتے ہیں، شور نہیں مچاتے''، بالکل بجا ہے، لیکن اقلیتوں پر ہورہے اس ظلم کے خلاف کب کام شروع کریں گے، وہ کہتے ہیں کہ انصاف کے ساتھ ترقی کا مطلب سماج کے ہر طبقہ اور علاقہ کی ترقی سے ہے، اقلیتوں کے ساتھ یہ انصاف کب ہوگا؟ ماحول کب سدھرے گا اور کس طرح لوگ دہشت سے باہر نکلیں گے، حکومت شور نہ کرے، پروپیگنڈہ پر ہم بھی یقین نہیں رکھتے، لیکن کام کے اثرات تو سامنے آئیں، پتہ تو چلے کہ حکومت انصاف پسند ہے، زین الانصاری جن کو دنگائیوں نے قتل کرکے جلادیا تھا ان کے لواحقین کو حکومت نے پانچ لاکھ روپئے کا چیک دیا ہے، ابھی کچھ دنوں پہلے اتر پردیش میں ایک غیر مسلم کا قتل ہوا، تو وہاں کی یوگی حکومت نے مقتول کے لواحقین میں سے ہر فرد کو الگ الگ معاوضہ دیا، اس کے علاوہ اس کے گھر سے ایک شخص کو سرکاری نوکری دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن مسلمان مقتولوں کے معاملہ میں حکومتیں اتنی فیاضی نہیں دکھا پاتیں، اس تفریق کی بنیاد حکومتی سطح پر کچھ بھی ہو، لیکن عوام تو یہی سمجھے گی کہ ایک مسلمان تھا اور دوسرا غیر مسلم اس لیے یہ تفریق کی گئی، حکومت کو چاہیے کہ وہ سیتامڑھی فساد متاثرین کے ساتھ بھی وہی سلوک کرے جو غیر مسلم فساد متاثرین کے ساتھ کرتی ہے۔

ملکی پیمانے پر اس ظلم وتشدد کی لہر نے آٹھ سالہ بھولے بھالے معصوم محمد عظیم کو بھی نہیں بخشا، اس نے کسی کا کچھ نہیں بگاڑا تھا، مگر شرپسندوں نے اسے بھی ہلاک کردیا، پہلے قتل لومیرج پر ہوتا تھا، گئوکشی کے نام پر موت کے گھاٹ اتارا جاتا تھا، گوشت لانے لے جانے اور کھانے کے نام پر مسلمانوں کو جان سے ہاتھ دھونے پڑتے تھے، اب صرف مسلمان ہونے کی وجہ سے جان گنوانی پڑتی ہے، محمد عظیم، حافظ جنید، زین الانصاری کے قتل، محمد صابر اور معین الحق انصاری پر حملہ کے واقعات اسی طرف اشارے کررہے ہیں۔

سیاسی، سماجی اور مذہبی شخصیات کو اس قسم کے واقعات کے روکنے کی سبیلیں سوچنی چاہیے اور تدارک کے پختہ انتظام کرنا چاہیے، یہ ملک میں امن وشانتی سکون وچین اور دستور کی بالادستی کے لیے انتہائی ضروری ہے۔

اکتیس سال بعد

۲۲/مئی ۱۹۸۷ء کی وہ بھیانک رات، اور ہاشم پورہ ضلع میرٹھ کا وہ ہولناک فساد، جس میں انیس (۱۹) پولیس اہلکار پچاس لوگوں کو ٹرک میں بھر کر پولس لائن لے گیے اور بعد میں مرادنگر نہر پر لے جاکر باری باری سب کو گولی ماردی، پانچ خوش قسمت باب الدین، ذوالفقار ناصر، مجیب الرحمٰن، محمد عثمان اور محمد نعیم اس افتاد سے بچ نکلے، جن کے ذریعہ یہ کہانی لوگوں تک پہونچی، ایمنسٹی انٹرنیشنل حقوق انسانی کی عالمی تنظیم بھی اس قتل کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی تھی، مقدمہ عدالت میں گیا، دہلی کی تیس ہزاری کورٹ نے ۲۱/مارچ ۲۰۱۵ء کو ثبوت کی کمی کی وجہ سے تمام ملزمین کو بری کردیا، مظلوموں کی روحیں چیختی رہ گئیں اور مجرم سڑکوں پر پھر سے دندنانے لگے۔

متاثرین کی طرف سے معاملہ دہلی ہائی کورٹ پہونچا اور پورے اکتیس سال بعد پی اے سی کے سولہ جوانوں کو ان کے کالے کرتوت کی سزا ملی اور دہلی ہائی کورٹ نے ان سبھی کو عمر قید اور دس دس ہزار جرمانہ کی سزا سنا کر انصاف کے تقاضوں کی تکمیل کی ہے، عدالت نے ان مجرمین کو ۱۹/نومبر ۲۰۱۸ء تک خود سپردگی کا حکم دیا ہے، یہ فیصلہ دہلی ہائی کورٹ کے جج مرلی دھر اور جج ونود گوئل نے ۶/ستمبر ۲۰۱۸ء کو محفوظ کرلیا تھا، اس تاریخی مقدمہ میں متاثرین کی طرف سے بحیثیت وکیل اکبر عابدی، مشتاق احمد اور بسکا خان نے بحث میں حصہ لیا، اس فیصلہ سے ان کی قوت ارادی مضبوط ہوئی ہے۔

دہلی ہائی کوٹ کو صحیح فیصلے تک پہونچنے میں سانحہ کے دن تیار کردہ لال ڈائری نے مدد پہونچائی، غازی آباد کے اس وقت کے اس پی وبھوتی نرائن اور سابق ڈی ام نسیم زیدی کی رپورٹ بھی دلیل کے کام آئی، ۲۲/مئی ۱۹۸۷ء کو درج ان واقعات کی تفتیشی افسر رنویر سنگھ بشنوئی کو ملی ڈائری سے بھی تصدیق ہوگئی، اس مقدمہ میں مجرمین کی تعداد ۱۹/تھی، لیکن تین پہلے ہی دنیا چھوڑ چکے تھے اس لیے سولہ (۱۶) ہی ماخوذ ہوسکے۔

فیصلہ تو آ گیا، لیکن ہمارے یہاں فیصلوں میں تاخیر کی روایت رہی ہے اس کے مطابق پورے اکتیس سال متاثرین اوران کے لواحقین کو انتظار کرنا پڑا، اب بھی یہ کہنا مشکل ہے کہ انتظار کی مدت ختم ہوگئی کیوں کہ ممکن ہے مجرمین پھر سپریم کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹائیں اور وہاں سے بھی فیصلہ آنے میں کئی سال لگ جائیں، مقولہ مشہور ہے کہ انصاف میں تاخیر بھی ناانصافی ہے۔

یادوں کے چراغ

جمال احمد خاشقجی

: ایڈیٹر کے قلم سے

اس دور ستمگر میں سچ بات کے لکھنے کو　　جو ہاتھ بھی اُٹھیں گے وہ ہاتھ قلم ہوں گے

ترکی نزاد سعودی شہری، مشہور اور بے باک صحافی، سعودی گزٹ، الوطن اور الشرق الاوسط کے سابق کالم نگار، مصنف، العرب نیوز چینل کے سابق منیجر اور ایڈیٹر اِن چیف اور واشنگٹن پوسٹ امریکہ سے وابستہ امریکہ میں خودساختہ جلا وطنی کی زندگی گذارنے والے جمال خاشقجی کا ۲/اکتوبر ۲۰۱۸ء کو استنبول ترکی واقع سعودی سفارت خانے میں انتہائی بے رحمی سے اذیت دے کر قتل کر دیا گیا، ان کے چمڑے چھیلے گیے، ان کا مُثلہ کیا گیا، پہلے انگلیاں کاٹی گئیں اور پھر آریوں سے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے لاش کو ٹھکانے لگا دیا گیا، تا کہ ثبوت وشواہد سارے مٹ جائیں، لیکن وہ جو شاعر نے کہا ہے کہ

قریب ہے یار وروز محشر چُھپے گا کشتوں کا خوں کیوں کر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

آستیں کا لہو تو نہیں، لیکن جمال کی کلائی کی گھڑی نے سب کچھ اگل دیا، سعودی حکومت دو ہفتے تک پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا میں مسلسل جھوٹ بولتی رہی کہ جمال سعودی سفارت خانہ سے بیس منٹ بعد ہی باہر نکل آئے تھے، لیکن جب جمال خاشقجی کی گھڑی نے درد وکرب کی چیخیں، آوازیں اور شور کو ان کے موبائل میں (جو ان کی منگیتر خدیجہ جہاں گیر کے ہاتھ میں تھا) منتقل کر دیا اور ثبوت وشواہد اس قدر جمع ہو گیے کہ انکار کی مجال نہیں رہی، خود سعودی قونصلر جنرل محمد العتیبی کی یہ آواز بھی قید ہے کہ یہ کام باہر جا کر کرو، تم مجھے بھی مشکل میں ڈالو گے، تو سعودی حکومت نے قبول کیا کہ سفارت خانے میں مقیم لوگوں سے ان کی کہا سنی جھگڑے میں بدل گئی اور ان پر دل کا دورہ پڑا، جس سے ان کی موت واقع ہوگئی، یہ کہانی جھوٹ اور من گڑھت تھی، جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے، سعودی عرب کو لوٹنے والے امریکہ کے لیے یہ ایک اچھا موقع تھا، پہلے تو اس نے اعلان کر دیا کہ اگر ثابت ہو گیا کہ اس میں سعودی عرب کا ہاتھ ہے تو اسے سخت سزا دے گا، پھر اپنا نمائندہ بھیج کر سعودی حکومت سے ایسی ڈیل کی کہ اس کا لہجہ نرم ہو گیا اور اب وہ مطمئن سا نظر آرہا ہے، اس سے پہلے ٹرمپ کہہ چکا ہے کہ اگر ہم ان کی حفاظت نہ کریں تو ان کی حکومت باقی نہیں رہ سکتی، ظاہر ہے سعودی حکومت اور ولی عہد محمد بن سلمان بھی اس حقیقت کو سمجھ رہے ہیں کہ آگے کیا ہونے والا ہے، پوری دنیا میں اس حوالہ سے سعودی حکومت کی تھو تھو ہو رہی ہے اور وکالت کے لیے وہ لوگ بھی آگے نہیں آرہے ہیں جو سعودی ریال کی وجہ سے حمایت میں میدان میں آجایا کرتے تھے۔

سعودی شہری جمال بن احمد بن حمزہ خاشقجی نسلاً ترک تھے، ۱۳/اکتوبر ۱۹۵۸ء کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، لیکن ان کا خاندان پانچ سو برسوں سے سعودی عرب میں حرم مدنی کے جوار میں میں رہتا چلا آرہا تھا، اس خاندان کے تعلقات شاہی خاندان سے مضبوط تھے، جمال کے دادا سعودی عرب حکومت کے بانی شاہ عبدالعزیز السعود کے نجی ڈاکٹر تھے، اور شاہی نظام کے بڑے حمایتی، مسلمانوں کے آپسی بھائی چارگی کے بڑے داعی تھے، اس خاندان میں کئی وزراء اور مسجد نبوی کے مؤذن ہوئے، جمال نے بھی اس تعلق کو باقی رکھا تھا، لیکن شہزادہ نائف کو ولی عہدی سے برطرف کرنے اور محمد بن سلمان کو ولی عہد بنانے اور محمد بن سلمان کی مغربی پالیسیوں کو نافذ کرنے کی وجہ سے وہ حکومت کے مخالف ہو گیے، انہوں نے سعودی حکومت، ولی عہد محمد بن سلمان اور شاہ سلمان کے خلاف سخت تنقیدی مقالے اور کالم لکھے، اور چوں کہ بادشاہت میں مخالفت نہیں چلا کرتی، اس لیے جمال سمتبر ۲۰۱۷ء سے امریکہ جا کر رہنے لگے اور اپنے طور پر جلا وطنی اختیار کر لی، انہوں نے انڈیانا اسٹیٹ یونیورسٹی سے بی اے کرنے کے بعد اپنے کو صحافت سے منسلک کر دیا، جب تک سعودی عرب میں رہے سعودی گزٹ الشرق الاوسط کے لیے لکھتے رہے، امریکہ جانے اور اس بات کے واضح ہو جانے کے بعد کہ وہ حکومت کے حامی نہیں ہیں، ان اخباروں سے الگ ہو کر واشنگٹن پوسٹ کے لیے لکھنے لگے، ان کا کالم مقبول تھا اور کثرت سے پڑھا جاتا تھا، ان کا آخری کالم واشنگٹن پوسٹ میں حال ہی میں چھپا ہے جو اخبار کو ان کے مترجم نے ۳/اکتوبر ۲۰۱۸ء کو حوالہ کیا تھا، اس کالم میں انہوں نے عرب ملکوں میں اظہار رائے پر پابندی اور عرب اسپرنگ (بہاریہ) سے امید کی کرنیں ختم ہونے پر مایوسی کا اظہار کیا ہے، انہوں نے لکھا ہے کہ اندھیرا اور گہرا ہو گیا ہے۔

اس قتل کا حکم ظاہر ہے ولی عہد محمد بن سلمان نے ہی دیا ہوگا، کیوں کہ شاہ سلمان نام کے شاہ رہ گیے ہیں، ان کا بڑھاپا بیٹے کی جوانی کے آگے ہار گیا ہے، دہلی میں بہادر شاہ ظفر کی حکومت از دہلی تا پالم رہ گئی تھی، شاہ سلمان کی اس قدر بھی نہیں ہے اور وہ اپنے محل تک محدود ہو کر رہ گیے ہیں، ایسے میں پوری دنیا اس قتل کے لیے محمد بن سلمان کو مورد الزام ٹھہرا رہی ہے، اٹھارہ لوگ جو قونصلیٹ میں ۲/اکتوبر کو ہیلی کاپٹر سے ترکی پہونچ کر چھپے ہوئے تھے، اب انہیں بلی کا بکرا بنایا جا رہا ہے اور ساری گاج ان فرستادہ کارندوں پر گری ہے جو اس کام کے لیے سعودی عرب سے بھیجے گیے تھے، انہیں حراست میں لے لیا گیا ہے اور ان سے تحقیق جاری ہے، دو اعلیٰ عہدیدار، سینئر مشیر سعود القحطانی اور انٹلی جنس کے ڈپٹی چیف احمد اسیری کو ان کے عہدے سے ہٹا دیا گیا ہے، اس کام کے لیے کرنل ماہر عبدالعزیز فطرت کا انتخاب کیا گیا تھا، کیوں کہ وہ لندن میں جمال کے ساتھ کام کر چکا تھا، ترکی نے جمال کے قتل میں شریک ملزمین کی ایک فہرست جاری کی ہے، جس میں صلاح محمد طوبیگی، عبد العزیز محمد الهواساوی، ثار غالب الحرمی، محمد سعد الزہرانی، خالد العطیبی، نائف حسان العارفی، مصطفی محمد المدنی، مشال سعد البوستانی، ولید عبداللہ السحری، مصنور عثمان اباحسین، فہد شیب البلاوی، بدر لفی الحطیبی، سیف سعد القہتانی، ترکی مسرف السحری کے نام شامل ہیں۔ (بقیہ صفحہ ۱۱/ پر)

کتابوں کی دنیا

معیار الاوقات لاداء الصوم والصلوٰۃ

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

اسلام کے ارکان اربعہ کی ادائیگی کا مدار توقیت پر ہے، نماز اوقات کی پابندی کے ساتھ فرض ہے، روزے اور ایام حج میں مہینے اور ایام کی تعیین کا تعلق بھی مہینوں کے آغاز وانجام اور متعلقہ تاریخوں سے ہے، زکوٰۃ میں حولان حول یعنی سال گذرنا ضروری ہے، سال کی تعیین کے لیے بھی اوقات کی ضرورت ہے، قرآن کریم کی آیات ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا (النساء ۱۰۳) فمن شهد منكم الشهر فليصمه (البقرة: ۱۸۵) كلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود من الفجر. ثم اتمو الصيام الى الليل (البقره: ۱۷۸) اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الى غسق اليل وقرآن الفجر (بنى اسرائيل ۷۸) ومن الليل فتهجد به نافلة لک (بنى اسرائيل ۷۹) يسلونک عن الأهلة قل هى مواقيت للناس والحج (البقرة ۱۸۹) ان عدة الشهور عند الله انثا عشر شهرا فى كتاب الله (التوبة ۳۹) هو الذى جعل الشمس ضياءً والقمر نوراً وقدره منازيل لتعلموا عدد السنين والحساب (يونس : ۵)

اس قسم کی دوسری آیاد عبادات میں اوقات کی اہمیت کو بتانے سمجھنے اور سمجھانے کے لیے کافی ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں اس موضوع پر کتابیں لکھی گئیں، کلنڈر شائع کیے گیے اور اوقات کی تعیین کے لیے سخت جدوجہد کی گئی اور علماء ہیئت نے واضح طور پر ان تمام چیزوں کی نشان دہی کی جن کی ضرورت اوقات کی تعیین میں پڑا کرتی ہے۔

ہندوستان میں جن کتابوں نے اس فن کے حوالہ سے کافی شہرت پائی ان میں حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی کی درء القبح عن درک وقت الصبح ان کے شاگرد خاص مولانا ظفر الدین بہاری سابق پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ کی الجواهر اليواقيت فى علم التوقيت اور مؤذن الاوقات، جناب محمد انس کی دائمی اوقات صلوٰۃ، مولانا ثمیر الدین صاحب کی ثمیری کلنڈر، پروفیسر عبدالواسع حیدر آباد کی معیار الاوقات وغیرہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں، مولانا ظفر الدین بہاریؒ کی مؤذن الاوقات اور جناب محمد انس کی دائمی اوقات صلوٰۃ ان دنوں خاص طور پر حوالہ کے لیے استعمال کی جاتی ہے، ہمارے دور کا المیہ یہ ہے کہ علم ہیئت وفلکیات سے لوگوں کی رغبت بالکل نہیں ہے، ہمارے مدارس میں صبح صادق، صبح کاذب، سایۂ اصلی، مثل، دو مثلیں، شفق ابیض واحمر پر اساتذہ لمبی لمبی تقریریں کرتے ہیں اور الفاظ سے ان امور کو سمجھایا کرتے ہیں، اس طرح بات طلبہ کے پلے نہیں پڑتی، حالاں کہ اگر ان چیزوں کا مشاہدہ کرا دیا جائے تو طلبہ کی دلچسپی بھی بنے گی اور ان کے علم میں پختگی آئے گی، ہمارے طلبہ؛ بلکہ بہت سارے اساتذہ بھی ان موٹی موٹی باتوں سے کما حقہ علی وجہ البصیرت واقف نہیں ہوتے، تو طول البلد، عرض البلد، اجرام فلکی، کواکب کے اوضاع واطوار، تعدیل الایام، میل شمس، ۱۵، ۱۷، ۱۸ درجہ انحطاط شمس، ضحوۂ کبریٰ، معتدل اور غیر معتدل جیسی اصطلاحات تو ہمارے سر کے اوپر سے گزر جاتی ہیں، حالاں کہ اوقات صلوٰۃ وصوم کے لیے ان اصطلاحات کا جاننا اور سمجھنا انتہائی ضروری ہے، دار العلوم دیوبند میں حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحب کے وصال کے بعد میرے علم کی حد تک وہاں بھی علم ہیئت کا کوئی ماہر استاذ نہیں رہا، حضرت مولانا ولی اللہ قاسمیؒ سابق شیخ الحدیث جامعہ معدن العلوم وانم باڑی تامل ناڈو اس سلسلة الذهب کی آخری کڑی سمجھے جاتے تھے، اب ان کے شاگرد مولانا محمود الحسن رشادی ان کی جگہ پر اس فن کا علم بلند کیے ہوئے ہیں، ہم جیسے کم علموں کو تو اس فن کے حوالہ سے تشویش تھی کہ اوقات صلوٰۃ کو صحیح طور سے بتانے والا بھی کوئی ملے گا یا نہیں، برطانیہ میں مولانا یعقوب منشی اسماعیل اور مولانا ثمیر الدین صاحب کی ذات اس فن میں مہارت کے اعتبار سے بسا غنیمت ہے، اس کے باوجود وہاں کا حال یہ ہے کہ اکابر ہند وپاک جا کر بھی وہاں سحری کے اوقات کے اختلاف کو ختم نہیں کرا سکے، وہ تو برطانیہ والوں کا اپنا مزاج ہے کہ جس فن سے واقفیت نہیں ہوتی اس میں اس فن کے رجال پر اعتماد کرتے ہیں، ہمارا ملک ہوتا تو ہر دن سر پھٹول ہوتا، کہ روڈ کے اس پار اور اس پار کی مسجد کے اختتام سحر کے اوقات میں دو ڈھائی گھنٹے کا فرق کیوں ہے، ہمارے یہاں تو تین منٹ کے فرق پر آستینیں چڑھ جاتی ہیں، اور مسجد میں خون خرابے کی نوبت آجاتی ہے۔

اسلام قیامت تک کے لیے ہے، اس لیے ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ باقی نہ رہیں جو اوقات صلوٰۃ وصوم کی طرف ہماری رہنمائی کر سکیں، ہمارا علم محدود ہے، ہماری نگاہ ان تک نہیں پہونچتی، یہ ایک الگ بات ہے، لیکن رجال تو رہیں گے ہی، ایسے میں جب حافظ کوثر امام اشرفی ساکن تریاواں، سمری بختیار پور ضلع سہرسہ نے اپنی تصنیف ”معیار الاوقات لاداء الصوم والصلوٰۃ“ بھیجی تو دل کو بڑا اطمینان نصیب ہوا اور زبان سے یہ بات نکلی کہ ”ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں“

حافظ محمد کوثر امام اشرفی بانی مخدوم ابوالقاسم ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر سوسائٹی نے اپنے پیر ومرشد مولانا سید شاہ ابو القاسم شرف کے ایماواشارہ پر اس کام کو شروع کیا اور اس حال میں شروع کیا وہ اس علم سے بالکل ناواقف تھے، جذبہ پیر کی اطاعت میں اس کام کو کر گذرنے کا تھا، اس لیے نصرت خداوندی دامن گیر ہوئی اور اس فن سے ان کی دلچسپی بڑھتی گئی، اپنی پیرانہ سالی، جسمانی ضعف وبیماری کے باوجود ہندوستان کی بارہ ریاستوں کی تقویم تیار کر دی، جن میں بہار بھی شامل ہے، اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں میں جو کمی اور خامی ہے ابتدا میں حافظ محمد کوثر امام صاحب نے تفصیل سے اس پر روشنی ڈالی ہے، اور اس کا غلط ہونا دلائل سے ثابت کیا ہے، صرف ایک اقتباس دیکھیں: ”معتدل علاقوں میں صبح صادق کے وقت کے بارے میں بعض علماء توقیت نے اختلاف کیا ہے، کسی نے ۱۵/درجہ انحطاط شمس کے وقت کو تسلیم کیا ہے تو کسی نے ۱۷، ۱۸/درجہ، مگر اکثر نے ۱۸/درجہ انحطاط شمس کے وقت صبح صادق تسلیم کیا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۰/ پر)

دفعہ ۴۹۷؛ ایک سوچی سمجھی سازش

مولانا محمد احمد سجّادی شعبئہ دعوۃ امارت شرعیہ

برائیاں بنیادی طور پر دو طرح کی ہوا کرتی ہیں، ان میں سے ایک کو منکر کہا جاتا ہے اور یہ عام ہے جو ہر طرح کی برائی کو شامل ہے خواہ ظاہری ہو یا باطنی، مثلاً جھوٹ، چوری، بہتان تراشی، والدین کی نافرمانی، غیبت، چغل خوری، شراب نوشی، جوا بازی، حرام خوری، بے پردگی اور زنا کاری وغیرہ؛ اور دوسری برائی فحشاء کہلاتی ہے اور یہ خاص ہے، جو انہیں مذکورہ بالا برائیوں میں سے کسی بھی برائی کو بے حیائی کے ساتھ کھلم کھلا کرنے پر بولا جاتا ہے اور جسے ہر شخص برا سمجھتا ہو، مثلاً جھوٹ بولنا منکر کہلاتا ہے مگر اسی جھوٹ کی عادت ڈال کر اسے کھلم کھلا بولنے کو فحشاء کہا جاتا ہے، اسی طرح زنا کاری منکر عمل ہے مگر اسی کو بے حیا بن کر بغیر کسی کی پرواہ کئے ہوئے کرنا فحشاء کہلاتا ہے، خواہ آپسی رضامندی سے ہو یا زور زبردستی سے، ہر حال میں ایسا کرنے والے اور اس جیسے گھناؤنے کام کو بڑھاوا دینے والے کو بے حیائی کا کام کرنے والا کہا جاتا ہے۔

اگر ہم مطلق زنا کی بات کریں تو جب عام مرد و عورت کے درمیان زنا کو بے حیائی اور ہندوستانی سماج میں، نہ کے قانون میں، خواہ وہ سماج ہندو کا ہو یا مسلمان کا، ہر ایک کے نزدیک یہ ایک نا قابل برداشت جرم سمجھا جاتا ہے، تو ایک شادی شدہ عورت کا اپنے شوہر کے رہتے غیر مرد سے ناجائز تعلق قائم کرنے کو کیسے روا سمجھا جا سکتا ہے، پھر انسان اور جانور میں کیا فرق رہ جائیگا؟ جبکہ اللہ نے انسانوں کو جانوروں سے ممتاز اور اس سے افضل بنایا ہے، مگر افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ اب ہندوستان میں بھی دفعہ ۴۹۷ر جیسے قانون کا سہارا لیکر اس بے حیائی والے کام کی کھلی چھوٹ مل چکی ہے، جو کہ نسل انسانی کو تباہ و برباد کرنے کیلئے کافی ہے۔

جب انسانی حیا پر لیو ان ریلیشن شپ (live in relationship) یعنی غیر شادی شدہ جوڑے کا میاں بیوی کی طرح ایک ساتھ رہنا جیسی لعنت کا وار کافی نہ ہوا تو شادی شدہ جوڑے کی زندگیاں تباہ کرنے کی ہوڑ لگ گئی، پہلے مردوں کو ایسی آزادی کا جھانسا دیکر انہیں انکی ذمہ داریوں سے سبکدوش کیا گیا، اور جب اتنی تباہی ناکافی ہوئی تو اب عورتوں کو آزادی کے نام پر انہیں بدنما داغ بنانے کی کوشش کی جارہی ہے، جبکہ اس قسم کی آزادی جو بے حیائی کا چولہ پہن کر سر عام بدنام ہے مرد و عورت دونوں کیلئے نقصان دہ ہے، اور یہ آزادی نہیں بلکہ عورتوں کے خلاف ایک سازش ہے، جس سے ہمارے سماج کی عورتیں انجان ہیں، کیوں کہ اس طرح کے قانون کو لاکر مردوں کے جذبات و احساسات سے کھیلنا، انہیں اکسانا اور بھڑکانا مقصود ہے، تاکہ مرد عاجز آکر عورتوں کے خلاف سخت قدم اٹھانے پر مجبور ہو جائیں، اور نہ صرف وہ انکی آزادی چھیننے لگیں بلکہ انکی ہنستی کھیلتی زندگیوں میں ظلم و جبر کی بیج بو کر انہیں بنجر بنا کر انسانیت کی سطح سے ایک پھر اتار کر حیوان کی صف میں لاکھڑا کر دیں، جیسا کہ ماضی میں عورتوں کے ساتھ اس طرح کا سلوک ہو چکا ہے، کہ ماضی میں عورتیں اپنی آزادی تو کیا زندگی تک کیلئے ترستیں تھیں۔ اوّلاً تو انہیں دنیا میں آنکھ کھولتے ہی زمین کی چھاتی میں دفن کر کے ہمیشہ کیلئے انکی آنکھیں بند کر دی جاتی تھیں، اور اگر بالفرض انہیں زندہ رکھا بھی جاتا تو محض مردوں کی کنیز بننے، ان کا دل بہلانے، انکی جسمانی بھوک مٹانے اور انکی محفلوں میں رقص و سرور کا کام انجام دینے کیلئے رکھا جاتا، گویا عورتوں کے ساتھ اس زمانہ میں دو ہی طرح کا سلوک کیا جاتا تھا، یا تو انہیں موت کی گولی کھلا کر گہری نیند سلا دیا جاتا یا پھر ذلت بھری زندگی جینے پر مجبور کیا جاتا۔

جس زمانہ میں لڑکیوں کو زندہ زیر زمیں دفن کرنے کا رواج تھا، اس زمانہ میں اس کی عموماً دو وجہیں ہوا کرتی تھیں، ایک تو فقر و فاقہ کا خوف اور دوسرے شرمندگی اور عار کا سامنا کرنا، کہ میرے گھر کی عورت، میری بیٹی، میری بھتیجی، میری بھانجی، میری پوتی اور میری نواسی کسی اور کے ساتھ جائے، خود کو کسی اور کے حوالے کر دے یہ میں ہرگز برداشت نہیں کرسکتا، نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنی بچیوں کو پیدا ہوتے ہی زمین کی گود میں زندہ دفن کرنے لگے، حالانکہ شادی کر کے عورت سے لطف اندوز ہونے کو وہ بھی جائز اور درست سمجھتے تھے مگر انکی غیرت یہ گوارہ نہیں کرتی تھی کہ اپنے گھر کی بیٹیوں کو کسی اور کے حوالہ کر دیں۔

اب سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اس زمانہ میں جب شادی جیسے پاکیزہ رشتہ کے ساتھ بھی اپنی بیٹیوں کو کسی اور کے سپرد کرنے کے بجائے انہیں زندہ زمین میں دفن کرنا منظور تھا جو کہ لڑکیوں پر ظلم کی انتہا تھی، تو ظاہر ہے کہ آج لوگ اپنی بہو، بیٹیوں اور بیویوں کو ناجائز طریقہ پر دوسروں کا ہوتا ہوا دیکھ کیسے برداشت کریں گے، یہ الگ بات ہے کہ پہلے لوگوں کے مقابلہ میں آج کے لوگوں کا احساس اور انکی غیرت کچھ زیادہ ہی مرجھا چکی ہے مگر ختم نہیں ہوئی ہے، اور یہ ناجائز رشتہ قائم کرنے کی کھلی آزادی دینے والا قانون یقیناً اس نفرت کے شعلہ کو بھڑکانے میں چنگاری کا کام کریگا، اور چونکہ عورتوں میں دوسروں کی سازش کو سمجھنے کی صلاحیت کم ہوا کرتی ہے اس لئے قوی اندیشہ ہے کہ وہ اس نام نہاد آزادی کو پا کر لوگوں کی سازش کا شکار ہو جائیں پھر انہیں اپنے وجود پر ترس آنے لگے، اور ایک بار پھر عورتوں کے خلاف درندگی کا بازار گرم ہو جائے۔

دراصل ہندوستان میں اس جیسے قانون کو جگہ ملنے کی وجہ یہاں کی عوام کا یورپن تہذیب سے متأثر ہونا ہے۔ یورپ میں عورتیں اتنی آزاد ہیں کہ وہ اپنے باپ، بیٹوں اور بھائیوں سے بھی جنسی تعلقات قائم کرسکتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ وہاں ماں، بہن اور بیوی میں کوئی فرق نہیں سمجھا جاتا، وہاں عورتوں پر آزادی کا نشہ سر چڑھ کر ایسا بولا کہ انسان تو انسان جانوروں سے بھی وہ جنسی تسکین حاصل کرنے لگیں۔

اب اگر ہندوستان میں بھی ویسی ہی آزادی مل جائے جیسا کہ یہاں دفعہ ۴۹۷ر کے تحت پاس ہونے والا قانون اسی بے حیائی کے کام کو ہندوستانی سماج پر لاگو کرنے جا رہا ہے تو یہاں بھی جو بیٹا اپنی ماں اور بہن کو محبت اور حسرت بھری نگاہوں میں دیکھا کرتا ہے وہ انہیں ہوس بھری نظروں سے دیکھنے لگے گا، اور جو ماں اور بہن اپنے بیٹے اور بھائی کو عزت وعظمت اور حفاظتی قلعہ سمجھا کرتی ہیں وہی بیٹا اور بھائی انکی عزت و حرمت کا جنازہ نکالتا ہوا نظر آئیگا، کیوں کہ آج صرف بیویوں کو ناجائز رشتہ قائم کرنے کی کھلی چھوٹ ملی ہے، کل کو ماؤں اور بہنوں کو بھی اس طرح کی آزادی کا جھانسا دیکر انکی عظمت کو پاؤں تلے روندا اور انکی عزت کا سودا کیا جاسکتا ہے، جس طرح یورپ کی عورتیں اپنے جسم کی نمائش کرنے اور اسکا سودا کرنے کی وجہ سے اپنی ظاہری و باطنی عظمت کو کھو کر ذلت کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہیں، ٹھیک اسی طرح اگر ہندوستان میں بھی اس طرح کی آزادی کو بڑھاوا ملنے لگے تو یقینی خدشہ ہے کہ جن عورتوں کو یہاں دیوی مانا جاتا ہے کہیں اس کی وجہ سے انہیں دیویوں کی عزت کا دیوالہ نہ نکالا جانے لگے۔

ایک بات سمجھنے میں نہیں آتی کہ کل تک جب انگریز ہمارے ملک پر قابض تھے، تو اس ملک کے باشندوں کو یہ بات اکھرتی تھی کہ یہ ملک ہمارا ہے اور یہ انگریز یہاں آکر ہم پر اپنا حکم چلا رہے ہیں، ہم پر راج کر کے اپنی تہذیب سے ہمیں متأثر کر رہے ہیں، اور اپنا قانون ہم پر نافذ کر کے ہمیں اس کی پابندی کرنے پر مجبور کر رہے ہیں۔ مگر جب آج کا حال دیکھتا ہوں تو بڑا تعجب ہوتا ہے کہ آج تو انگریز ہمارے ملک پر قابض نہیں ہے، پھر بھی لوگ انکے حکموں کو کیوں مان رہے ہیں، انکی تہذیبوں کو کیوں اپنا رہے ہیں، انکے قوانین کو اپنے ملک میں جگہ کیوں دے رہے ہیں؟ یہ سب دیکھ کر ایک کہاوت یاد آتی ہے کہ انگریز تو اس ملک سے چلے گئے مگر اپنا ہمنوا چھوڑ گئے، جو وقفہ وقفہ سے اس ملک میں عجیب و غریب قانون نافذ کر کے یہاں کی گنگا جمنی تہذیب کو متأثر کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ ایسے لوگوں کی آواز اگر عورتوں کے حق میں اٹھتی ہے، تو صرف عورتوں کے حق میں نافذ کئے گئے اسلامی قوانین کو نشانہ بنانے کیلئے اٹھتی ہے، کہ اسلام میں عورتوں کا کوئی مقام نہیں ہے، وہاں وہ آزاد نہیں ہیں۔ حالانکہ انہیں معلوم نہیں کہ اسلام نے عورتوں کو ماں کی شکل میں وہ عزت اور مرتبہ عطا کیا کہ ان کے قدموں کے تلے جنت قرار دیدیا، بہن کی شکل میں وہ حیثیت دی کہ انہیں بھائیوں کیلئے فخر کا ذریعہ بنا دیا، بیوی کی شکل میں وہ رتبہ دیا کہ اسے گھر کا ملکہ بنا دیا اور بیٹی کی شکل میں وہ نعمت عطا کی کہ اسے گھر والوں کیلئے رحمت بنا دیا۔

جہاں تک اسلام میں عورتوں کی آزادی کی بات ہے تو اسلام نے عورتوں کو شریعت کے حدود میں رہ کر کھل کر زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھایا ہے، اسلام نے عورتوں کو انکی آزادی کا وہ مطلب بتایا جس سے انکی جان بھی محفوظ رہ سکے اور عزت بھی، اور آج دنیا عورتوں کو آزادی کا وہ مطلب سمجھاتی ہے جس سے نہ تو انکی عزت محفوظ رہیگی اور نہ جان۔ اس لئے ہم سب پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہمیں اپنی ماؤں اور بہنوں کی عزت اور انکی حسن تخلیق کی لاج رکھتے ہوئے مسلکی و مذہبی اختلافات کو ایک طرف رکھ کر صرف ہندوستانی معاشرہ کو بچانے کیلئے اس جیسے لاعلاج ناسور کو ہندوستانی سماج سے دور کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہئے۔

حیاء اور پاکدامنی کا ذکر قرآن وحدیث میں

☆ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿بے شک جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیلے، ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔﴾ (سورہ النور: ۱۹)

☆ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿مومن مردوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہی ان کے لئے پاکیزہ ترین طریقہ ہے، اور مومن عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی سجاوٹ کو کسی پر ظاہر نہ کریں۔﴾ (سورہ النور: ۳۰-۳۱)

☆ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿زنا کے قریب بھی نہ جاؤ یہ بے حیائی اور برا راستہ ہے۔﴾ (سورہ الاسراء: ۳۲)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر دین کی (خاص) عادت ہوتی ہے اور اسلام کی عادت حیاء ہے۔ (ابن ماجہ)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیا کا نتیجہ خیر ہے اور حیا پوری کی پوری خیر ہے۔ (متفق علیہ)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیا اور ایمان دونوں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں ان میں سے کوئی ایک اٹھ جائے تو دوسرا بھی خود بخود اٹھ جاتا ہے۔ (بیہقی)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیا ایمان میں سے ہے اور ایمان والے جنتی ہیں، اور بے حیائی بدی میں سے ہے اور بدی والے جہنمی ہیں۔ (ترمذی)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے حیائی جب کسی میں ہوتی ہے تو اسے عیب دار بناتی ہے۔ اور حیا جب بھی کسی چیز میں ہوتی ہے تو اسے اور زیادہ خوبصورت بنا دیتی ہے۔ (ترمذی)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان کے ستر سے زیادہ شعبے ہیں اور حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے۔ (ابوداؤد)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ قدیم کلام نبوت میں سے جو کچھ لوگوں نے حاصل کیا اس میں سے یہ بھی ہے کہ جب تو حیاء نہیں کرتا تو جو چاہتا ہے کر گزر۔ (بخاری)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس عورت نے اپنے گھر (یعنی خاوند) کے علاوہ کسی اور جگہ میں کپڑے اتارے تو اس کے اور اللہ کے درمیان جو چیز تھی (یعنی شرم اور حیاء) اس نے اسے پھاڑ دیا۔ (ابوداؤد)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس قوم میں زنا کاری پھیل جاتی ہے اور بلا روک ٹوک ہونے لگتی ہے تو اللہ تعالی ان لوگوں کو مہلک بیماری اور ایسے دکھ درد میں مبتلا کر دیتا ہے جس سے ان کے اسلاف نا آشنا تھے۔ (ابن ماجہ)

☆ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑے گناہوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرنا۔ (بخاری ومسلم) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زانی ایمان کی حالت میں زنا نہیں کرتا (یعنی جب وہ زنا کرتا ہے تو ایمان سے خالی ہو جاتا ہے) (بخاری)

اتحادواتفاق کا اسلامی تصور

فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن البسام
رکن المجمع الفقهی رابطہ عالم اسلامی، مکہ مکرمہ

ترجمہ: مولانا نورالحق رحمانی
استاد المعهدالعالی لتدریب القضاء والإفتاء

دین اسلام؛ الفت ومحبت اوراتحادواجتماعیت کا داعی وپیامی ہے،وہ باہمی تعارف،اخوت ویگانگت اورایک دوسرے کے ساتھ رأفت ورحمت سے پیش آنے کی تعلیم دیتا ہے،وہ اپنے پیرووں کے قلوب کوایک دوسرے سے قریب کرتا ہےاورمشترک حقوق کے ذریعہ ان کے درمیان مضبوط ربط قائم کرتا ہے،وہ مشترک حقوق ہیں: سلام کرنا،مریض کی عیادت کرنا،ساتھیوں،دوستوں،رشتہ داروں اور پڑوسیوں سے ملاقات کرنا اوران کی دعوت قبول کرناوغیرہ،پس مسلمانوں کے درمیان ایمانی اخوت ہی وحدت واجتماعیت کی اساس ہے،یہی جماعت کا نظام اورآپس کے اتفاق کا راز ہے،اس پاکیزہ اصول کو بتلانے والی قرآنی نصوص بہت زیادہ ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:''یہ تمہاری امت ایک ہی ہے اورمیں تمہارا رب ہوں تو تم میری عبادت کرو''۔(سورہ انبیاء:۹۲)''بیشک مسلمان سب بھائی ہیں''۔(سورہ حجرات:۱۰)''اوراللہ کا یہ انعام اپنے اوپر یاد کروکہ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے،پھراس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی توتم اس کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے''۔(سورہ آل عمران:۱۰۳)''اورمومن مرد اورمومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں''۔(سورہ توبہ:۷۱)

اورصحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:مسلمان مسلمان کا بھائی ہے،نہ وہ اس پرظلم کرتا ہےاورنہ اس سے قطع تعلق کرتا ہے۔حدیث کا آخری ٹکڑا ہے:اوراے اللہ کے بندو!تم آپس میں بھائی بھائی ہوجاؤ۔صحیحین میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ مسلمانوں کی مثال ایک دوسرے سے محبت کرنے،ایک دوسرے پررحم کرنےاورمہربانی کرنے میں ایسی ہے جیسے کہ ایک جسم ہوکہ اگرکسی ایک عضوکودکھ اورصدمہ پہونچتا ہےتوپورا جسم بےخوابی اوربخار کی تکلیف میں اس کے ساتھ ہوجاتا ہے۔اس مفہوم کی احادیث بھی بہت زیادہ ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جواہم عبادات فرض کی ہیں،ان سب میں اتحادواجتماعیت کی روح کارفرما نظرآتی ہے،حکم دیا گیا کہ مسلمان ایک ساتھ ایک وقت میں ایک جگہ جمع ہوکرعبادت کا فریضہ انجام دیں؛تاکہ آپس میں رابطہ قائم ہواوراللہ کی بندگی کے ساتھ مسلمانوں کوایک دوسرے سے ملنے کا میدان فراہم ہو،تاکہ انہیں ایمانی اخوت،دلوں کی صفائی اورانس وتقارب کا احساس ہوکہ تعارف سے دلوں میں جوڑ اورالفت پیدا ہوتی ہے؛تاکہ یہ عبادات مودت واخوت اورمحبت وموانست کا ذریعہ بھی بنیں،پس نماز پنجگانہ کی ادائیگی کے لیے محلے کی مسجد میں روزانہ پانچ دفعہ کی حاضری اورہفتہ میں ایک دفعہ جمعہ کے دن شہر کی جامع مسجد میں نماز جمعہ کی ادائیگی اورمواعظ حسنہ سے مستفید ہونے کے لیے پورے شہر کے مسلمانوں کا جوڑ اورہرسال مکہ مکرمہ میں اورعرفات کے میدان میں اورمقامات مقدسہ میں مسلمانوں کا عالمی اجتماع،یہ سب جوڑ،ملاقاتیں اوراجتماعی اسفار بلند اورپاکیزہ مقاصد ہی کے لیے ہیں اوروہ یہ ہیں کہ اللہ کی عبادت کے ساتھ آپس میں تعارف ہو،انس ومحبت قائم ہو،اپنے ذاتی امور اوردینی معاملات میں تبادلۂ خیال اورمشورے ہوں اوردینی ودنیاوی فوائداورمنافع حاصل کئے جائیں،چنانچہ حج کے بارے میں ارشادالٰہی ہے:''تاکہ وہ اپنے فائدہ کی جگہوں میں پہنچیں''۔(سورہ حج:۲۸)

پس رب علیم وحکیم نے اپنی عائدکردہ عظیم الشان عبادتوں کواپنے بندوں کے درمیان الفت ومحبت کا ذریعہ بنایا؛تاکہ وہ سب کے سب کلمہ توحید لاالٰہ الااللہ کے مبارک پرچم کے سائے میں ایک پلیٹ فارم پرایک امت بن کرجمع ہوں،مسلمان جب اس مبارک اصول میں قائم تھے توانہیں عزت وسیادت حاصل تھی اوروہ دنیا کے قائداورامام تھے۔اسلام نے جہاں اتفاق واتحاد پراتنازوردیا ہے،وہیں باہمی نزاع واختلاف سے ڈرایا بھی ہےاوراس نے اختلاف وافتراق کوناکامی،معنوی طاقت اوراندرونی قوت کے جاتے رہنےاورجس امت میں پھوٹ کی بیماری جنم لے لے،اس میں تباہی وبربادی کے نازل ہونے کی بنیادقراردیا ہے،اللہ پاک کا ارشادگرامی ہے:''اورسب مل کراللہ کی رسی کومضبوط پکڑواورپھوٹ نہ ڈالواوران لوگوں کی طرح مت ہوجاناجو فرقوں میں بٹ گئےاورباہم اختلاف کرلیا،بعداس کے کہ ان کے پاس واضح احکام آچکے تھےاوران کے لیے بڑاعذاب ہے''۔(سورہ آل عمران:۱۰۵)

''اورآپس میں جھگڑانہ کرو،ورنہ تمہارے اندرکمزوری آجائے گی اورتمہاری ہوااکھڑجائے گی''۔(سورہ انفال:۴۶)

اس مفہوم کی اوربھی بہت سی آیات ہیں،جن میں اختلاف وانتشار سے روکا گیا ہےاورلڑنے اوراختلاف کرنے والوں کوبراانجام بتلایا گیا ہے۔احادیث میں بھی مسلمانوں کواتحاد کی بڑی تاکید کی گئی ہےاوراختلاف سے منع کیا گیا ہے،صحیحین کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:ایک دوسرے سے بغض نہ کرو،آپس میں قطع تعلق نہ کرواوراللہ کے بندو!آپس میں بھائی بھائی ہوجاؤ۔صحیحین میں ایک روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:بدگمانی سے بچو،بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے،ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو،ایک دوسرے کے پیچھے نہ پڑواوراللہ کے بندے بھائی بھائی ہوجاؤ،مسلمان مسلمان کا بھائی ہے،وہ نہ اس پرظلم کرتا ہے،نہ اس سے قطع تعلق کرتا ہےاورنہ اس کی تحقیر کرتا ہے۔

مسلمانوں کی اجتماعیت اوران کے اتحادواتفاق کے فوائدایسی بدیہی اورکھلی حقیقت ہے،جس کاادراک ہرشخص کرتا ہے،اسلام کوعزت اورمسلمانوں کوغلبہ اس وقت حاصل ہوا،جب وہ ایک ہاتھ تھےاورایک صف میں تھے،ان میں کلمہ اورنظریات کا اتحادتھا،اس طاقتورسرمایہ اورمبارک اتحاد کے ساتھ وہ اللہ کے دین کوپھیلانے، اس کے کلمے کو بلند کرنے اورانسانوں کی ہدایت اورگمراہوں کورہنمائی کے لیے اپنے ملک اورجزیروں سے نکلے،انہوں نے اللہ کے دین کو پھیلایا اورحیران وپریشان انسانیت کو بت پرستی ومظاہر پرستی سے نکال کرخدا پرستی کی طرف اورظالموں کے ظلم سے نکال کراسلام کے عدل وانصاف کی طرف اورجہالت اورکفر کی تاریکیوں سے نکال کرعلم اورایمان کی روشنی کی طرف لایا۔

فرزندان توحید کے مبارک قدم مشرق سے مغرب تک پہنچے،انہوں نے ملکوں کوفتح کرنے سے قبل لوگوں کے دلوں کوفتح کیا اوراللہ کی وسیع سرزمین میں انہوں نے عدل ومساوات پھیلایا،یہاں تک کہ زمین کا اکثرحصہ اسلام کی آغوش میں آگیا اورہرچہارسمت کلمہ لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ کی صدابلند ہونے لگی۔

اس مبارک پیش قدمی اورفتح کا قائداورامام مسلمانوں کی اجتماعیت اوراتحادتھا،وہ بلند مقاصد کے حصول کے لیے آپس میں متحد ہوگئے،تواللہ نے دنیا کوان کے قدموں پہ ڈالدیا اورانہوں نے ایمانی شان اوراتحادکی قوت سے دنیا کوفتح کرڈالا اوریہی عرب بدو،اونٹ کے چرواہے دنیا کے فاتح،قائداورمصلح بنے،انہیں دنیا کی عزت بھی ملی اورآخرت کا ثواب بھی،یہ فوائداورمنافع جن کااوپرذکرکیا گیا،مبارک ثمرات تھے اتحادواجتماعیت کے۔

اسلام نے جن امتوں کی سرکشی اورمظالم کومٹایا،وہ اسلام کے دشمن بن گئے اورانہوں نے اس کے خلاف سازشیں اورتدبیریں کیں اورانہیں اس مذموم اورناپاک مقصد کے لیے سب سے بہترصورت یہ نظرآئی کہ وہ مسلمانوں کے صف میں داخل ہوجائیں اوراپنے آپ کومسلمان ظاہرکریں اورخفیہ طریقے پرپیچھے سے ان پروار کریں،چنانچہ یہ بددین اورمنافق مسلمانوں کے صف میں گھس آئے اوران کے درمیان پھوٹ ڈالنا،اختلاف کرنااورعداوت ونفرت کی آگ کوبھڑکانا شروع کیا،جس کے نتیجے میں خودمسلمانوں کے مابین خوفناک لڑائیاں اورخونی معرکے ہوئے،جنگ جمل وصفین اورحرہ اورحصارمکہ جس کی چندمثالیں ہیں،جن کے حالات وواقعات سن کرغیورمسلمانوں کا دل روتا ہے اورآنکھیں اشکبار ہوتی ہیں،وہ خونی معرکے جس میں ہزاروں مسلمان مجاہدین کام آئے اورجس نے امت کا شیرازہ منتشرکردیا اوران کے درمیان عداوت ونفرت کا بیج بودیا اوراسلامی فتوحات کی راہ میں سنگ گراں بن کرحائل ہوگیا اورجس کے نتیجے میں فاسدعقائداورگمراہانہ نظریات رکھنے والی جماعتوں کا وجود ہوا،یہ سب کچھ انجام تھا آپس کے اختلاف اورپھوٹ کا اورجب ہمارے سامنے قرآن کریم کی وہ مبارک آیات جواتحادواجتماعیت کا سبق دیتی ہیں اوروہ شرعی نصوص جوآپس کے اختلاف اورافتراق سے روکتی ہیں آچکیں اورہمیں اتفاق کے فوائدومنافع اوراختلاف کے نقصانات اواس کے نتیجے رونما ہونے والے شروروفتن اوراس کی لائی ہوئی تباہی وبربادی کا علم ہوچکا اورہم پریہ حقیقت آشکارا ہوچکی کہ ہمارے آپس کے اختلاف کا سبب دشمنوں کی سازش اورمخالفین وحاسدین کی ریشہ دوانیاں ہیں تواب ہمیں غفلت میں پڑے نہیں رہنا چاہیےاورآنکھیں بندکرکے دشمنوں کے پیچھے نہیں چلنا چاہیے کہ مومن ایک سوراخ سے دوبارہ نہیں ڈنسا جاتا ہےاورہم ہیں کہ باربارڈنسے جارہے اوردھوکا پردھوکا کھائے جارہے ہیں،پھربھی ہمیں کچھ تنبیہ نہیں ہوتا اورہماری آنکھیں نہیں کھلتی۔ہم اللہ کے باغیوں اوردین کے ان دشمنوں کوجن میں سے کچھ کا تعلق ہماری جماعت اورہماری قوم ووطن سے بھی ہے،وہ ہمارے بیچ رہتے ہیں،ہماری بولی بولتے ہیں اورہمارے سامنے اپنی محبت،دوستی اورخیرخواہی کا اظہارکرتے ہیں،حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں،ایسے لوگوں سے ہم دوستی کیوں کرتے ہیں؟ہماری چھٹی حس کام کیوں نہیں کرتی اورہم صحیح ایمانی فراست سے دوست ودشمن کوکیوں نہیں پہچانتے اورصادق وکاذب اورمفسدومصلح کے درمیان تمیز کیوں نہیں کرپاتے؟

اگرماضی میں مسلمانوں کواتفاق،اجتماعیت اوراتحادکلمہ کی ضرورت تھی توآج کے پرفتن دورمیں اس کی سب سے زیادہ ضرورت ہے،کیوں کہ دشمنان اسلام ہرچہارسمت سے ان پرٹوٹ پڑے ہیں اورشروروفتن نے ہرطرف سے انہیں گھیر رکھا ہے،مکروفریب کے وسائل بڑھ گئے ہیں اورحاسدین ومعاندین اسلام اسلام کومٹانے کے لیے تمام نئے وسائل اورمادی ومعنوی طاقتوں کے ساتھ کھل کرمیدان میں آگئے ہیں،یہ دشمن فلسطین،لبنان،افغانستان اوردوسرے عرب ملکوں میں ہم سے برسرپیکار ہیں اورسامراج سیادت عالم کے قلب میں گھس کراس کی طاقت کوکمزورکررہی ہیں اوران کے حصے بخرے کرارہی ہیں۔

عیسائی ونصرانی بنانے والی ٹولیاں خوراک،پوشاک،دوااورتعلیم کے سہارے ہمارے قلب ودماغ اورافکار ونظریات پرحملہ آورہورہی ہیں،اس مقصد کے لیےانہوں نے مسلم ممالک میں کیمپ اوراسپتال بنارکھے ہیں اوراسلامی ودینی تعلیم کا مقابلہ کرنے کے لیے مکاتب،اسکول اورمسلم بچوں کی ایسی جماعت تیارکررہی ہیں جو ان کی جگہ مسلمانوں کوان کے عقیدےاوراصول ونظریات سے دورکرسکیں،اسی طرح تمام ذرائع ابلاغ، ریڈیو،ٹیلی ویژن،اخبارات،جرائدورسائل،پمفلٹوں،پروپیگنڈوں اوراس کے علاوہ مکروسازش اوردوسر دسیسہ کاریوں کے ذریعہ ہم پرفکری حملے ہورہے ہیں۔اگرہم اب بھی متحدنہ ہوئے،ہماری آوازایک،ہمارا نعرہ ایک،ہماراطریقہ کارایک اورہماری کوشش ایک نہ ہوئی،اگران دشمنوں اوران مخالفوں کے مقابلے میں جنہوں نے ہرممکن طریقے سے ہم پرحملہ کررکھا ہےاورہمیں مٹانے کے لیے تمام ہتھکنڈے استعمال کررہے ہیں،ہم متحدنہ ہوئےاورہم نے اپنے بچاؤ کا سامان نہ کیا توہلاکت وتباہی کے سوادوسرااورکیا چارہ کاررہے؟

اللہ جل شانہ کا ارشادہے:''اوراگرتم روگردانی کروگےتووہ تمہارے بدلےتمہارے سوادوسری قوم کولائے گا،پھروہ تم جیسے نہ ہوں گے''۔(سورہ محمد:۳۸)(باقی آئندہ)

اقلیتی حقوق کا تاریخی پس منظر

محترمہ تحسین سلطانہ

اقلیت سے مراد کسی ملک کی آبادی کا وہ حصہ ہے جو تعداد میں کم، باقی آبادی سے الگ شناخت کا حامل اور اقتدار میں حصہ داری سے محروم ہو، موجودہ دنیا میں ایک بھی ملک ایسا نہیں ہے، جہاں نسلی، مذہبی یا ثقافتی اعتبار سے یکسانیت پائی جاتی ہو، ایک ملک کے حدود میں طبقات کی یہ کثرت عام بات ہونے کے ساتھ ساتھ عالمی تناظر بھی رکھتی ہے، مختلف نسلوں سے تعلق رکھنے والے افراد یکجا ہو کر کسی محدود علاقہ میں آباد ہو جاتے ہیں، باہمی رشتے ناطے قائم کر لیتے ہیں، اپنی مخصوص شناخت کے ساتھ معاشرہ میں اپنی الگ پہچان رکھتے ہیں، ریاست میں مواقع کے حصول کے لحاظ سے ان کا خاص طرز عمل انہیں عددی لحاظ سے وہ مقام عطا کرتا ہے جس کی بنا پر اسے نسلی غلبہ یا اقلیت کہتے ہیں۔ غلبہ یا اقلیت کو ان مثالوں سے سمجھا جا سکتا ہے، جنوبی افریقہ میں آزادی سے قبل سفید فام نسل کے لوگ عددی اعتبار سے کم ہونے کے باوجود معیار کے لحاظ سے غلبہ رکھتے تھے، کیوں کہ وہاں کے سیاہ فام لوگ عددی طور پر کثرت رکھنے کے باوجود ظلم اور ہر قسم کی پس ماندگی کا شکار رہتے تھے، ایک اور مثال امریکہ میں آباد یہودیوں کے بارے میں دی جا سکتی ہے، کیوں کہ وہ امریکہ کی مجموعی آبادی میں صرف دو فیصد ہونے کے باوجود امریکی سیاست میں اتنی اہمیت حاصل کر چکے ہیں کہ اکثریت کی طرح غلبہ رکھتے ہیں۔ لفظ اقلیت (Minority) کا سماجی استعمال بالعموم وسیع پیمانہ پر ایک امتیاز کی نشاندہی کے لیے کیا جاتا ہے، بعض انسانی گروہ بہ آسانی شناخت کردہ پہلوؤں کی وجہ سے اکثریت سے مختلف ہوتے ہیں؛ لیکن لفظ اقلیتی گروپ زیادہ زیر استعمال ہے، ایک ماہر سماجیات کے نزدیک کسی بھی قسم کا سماجی گروپ لوگوں کا ایسا مجموعہ ہوتا ہے، جس کے رویہ کے قواعد اور مقاصد کا تعین، اسے باقی سماج سے نمایاں طور پر مختلف ظاہر کرتے ہیں۔

اصطلاح میں اقلیت کی کوئی ایسی تعریف موجود نہیں ہے جسے عالمگیر سطح پر تسلیم کیا گیا ہو، مجلس اقوام نے بعض ممالک اور چند آبادیوں کو عمومی تعریف کے پہلو سے بحث کئے بغیر عارضی اقلیتیں قرار دیا تھا۔ مستقل بین الاقوامی عدالت برائے انصاف نے اقلیتی طبقے کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار اس طرح کیا ہے: ایسا گروہ جو ایک ملک یا علاقہ میں مقیم ہو، جس کی ایک نسل، مذہب، زبان اور اپنی روایت کے مطابق بچوں کی پرورش کرنا، ایک دوسرے کی باہمی مدد کرنا اور یکجہتی کی بنیاد پر متحد ہونا، اس تعریف کے مطابق نسل، مذہب، زبان اور روایات، اقلیتی گروہ کی خصوصی اور انتہائی نمایاں علامات ہیں۔ سماجی علوم کے بین الاقوامی انسائیکلوپیڈیا میں اقلیتوں کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے: معاشرہ میں عوام کا ایسا گروہ جو نسل، قومیت، مذہب، یا زبان کے اعتبار سے دیگر افراد سے مختلف ہو، خود کو سماج میں مختلف حیثیت سے دیکھتا ہو اور دوسرے بھی اسے منفی رجحانات رکھنے والا گروپ سمجھتے ہوں، اس کے علاوہ نسبتاً کم اختیارات کا حامل ہو، اس تعریف میں اہم عناصر رویوں کا مجموعہ ہیں، وہ جو گروپ کے اندر ہی الگ تھلگ ہیں اور اپنی ایک علاحدہ شناخت رکھتے ہیں۔

اقوام متحدہ کے خصوصی نامہ نگار فرانسکو کیپوٹارٹی نے اقلیتوں کی تعریف یوں کی ہے: ایک گروپ جس کا مقصد اپنی ثقافت، روایات، مذہب اور زبان کا تحفظ ہو، جو تعداد کے اعتبار سے کسی مملکت کی باقی آبادی کے مقابلہ میں کم تر ہو اور غیر غالب موقف میں ہو، نسلی، مذہبی اور لسانی خصوصیات کے اعتبار سے باقی آبادی سے مختلف ہونے کے ساتھ ساتھ یکجہتی کے احساس کا مظاہرہ کرتا ہوں۔ جے پیکر نے اقلیتوں کی تعریف اس طرح کی ہے: عوام کا ایسا گروپ جو آزادانہ طور پر ایک مسلمہ گروہ سے وابستہ ہو اور اس کی مشترکہ خواہش اکثریت کے اصول کے اظہار سے مختلف ہو۔ لوئیس ورتھ کے الفاظ میں اقلیت ایک ایسا گروپ ہے جو اپنی خاص امتیازی شناخت کے سبب معاشرہ مین امتیاز کا شکار ہو جاتا ہے، مسلسل امتیاز کا سامنے کرتے ہوئے وہ خود کو معاشرہ میں مکمل طور پر ضم نہیں کر پاتا۔

مذکورہ بالا تعریفوں سے اقلیتوں کی حسب ذیل خصوصیات سامنے آتی ہیں:

۱۔ تعداد میں کم ہونا　　۲۔ سیاست میں عدم شرکت

۳۔ اپنی شناخت کے تحفظ کی فکر کرنا　　۴۔ باہمی اتحاد کا شعور

اقلیتوں کے حقوق فرد کو نہیں؛ بلکہ اقلیتی جماعت یا گروہ کو حاصل ہوتے ہیں، ان کی نوعیت تیقنات اور تحفظات کی ہے، ان حقوق کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ آئین اور قوانین میں ان کے تعلق سے دفعات کو شامل کرنے کا رجحان فروغ پاتا ہے اور اسے مہذب ریاست کی خصوصیات کہا جاتا ہے۔ اقلیتی حقوق کے تعین کے بعد ان کو عملی جامہ پہنانے کا مرحلہ آتا ہے، جس کے لیے رواداری اور بقائے باہم کا ہونا ضروری ہے، جس کی عدم موجودگی کے نتیجہ میں تمام تیقنات اور تحفظات بے معنی ہو کر رہ جاتے ہیں۔ نسل، رنگ، زبان، مذہب اور عقیدہ کے فرق کو برداشت کرنا، اقلیتوں کے ساتھ مل کر رہنا اور ان کے حقوق کے احترام کے جذبہ کو فروغ دینا ضروری ہے، اقلیتوں کے حقوق کو عملی جامہ پہنانے کے لیے یہ ماحول نہایت ناگزیر ہے، عدم رواداری کے جذبہ کو پھیلانے کی کوشش کے خلاف سخت کارروائی اور اقدامات کی ضرورت ہے، اقلیوں کے حقوق کا تحفظ دراصل اکثریت کی ذمہ داری ہے، جہاں اکثریت اس ذمہ داری کو سمجھتی اور نبھاتی ہو، رواداری اور باہمی تال میل کا عملاً مظاہرہ کرتی ہے، وہاں اقلیتوں کے حقوق کے لیے سازگار ماحول ہموار ہوتا ہے۔ کوئی ملک ایسا نہیں ہے جہاں کسی نہ کسی اعتبار سے ایسی اقلیتی تعریف کے حامل گروہ موجود نہ ہوں، جن کا سطور بالا میں ذکر کیا گیا ہے، اس وقت دنیا میں تقریباً تین ہزار ایسے قبائلی و نسلی گروپ ہیں، جو اپنے حقوق اور شناخت کے بارے میں حساس ہیں، دنیا میں اس وقت 192 سے زائد سیاسی طور پر آزاد اور خود مختار ممالک ہیں، جن میں 175 وہ ہیں جو ان کی آبادی کے لحاظ سے کثیر تہذیبی ممالک کہلائے جا سکتے ہیں۔

نسلی گرویوں میں کشمکش کی وجوہات کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ماضی ہو یا دور حاضر، ملک میں سیاسی اقتدار اور فیصلہ سازی میں حصہ لینے سے بعض نسلی گروپوں کو محروم رکھنے کے نتیجہ میں کشمکش شروع ہوئی، چنانچہ ضروری ہے کہ اقلیتوں کو سیاسی اقتدار میں شریک کیا جائے، ان کو تحفظ کا احساس دلایا جائے اور انہیں عزت کا مقام عطا کیا جائے، اس کے بغیر ملک میں امن و مان کو یقینی بنانا ممکن نہیں ہے۔

گاندھی جی کا یہ قول مشہور ہے کہ کسی ملک کے مہذب ہونے کے دعوے کی سچائی کو پرکھنا ہو تو دیکھا جائے کہ وہاں اقلیتوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا جاتا ہے۔ لارڈ اکٹون کے مطابق سب سے زیادہ حقیقی معیار یہ ہے کہ جس ملک کا ہم جائزہ لے رہے ہیں، کیا وہاں اقلیتوں کو مکمل تحفظ حاصل ہے، اقلیتوں کے حقوق کے مسئلہ کو فرقہ واریت، بمقابلہ سیکولرزم اور نیشنلزم بمقابلہ سیکولرزم کی بحث سے بالاتر ہو کر جمہوریت، مساوات اور حقوق کے نظریاتی دائرہ میں رکھ کر دیکھا جانا چاہیے، ایک جمہوریت بالخصوص تکثیری معاشرہ کے حامل ملک میں اقلیتوں کے حقوق کی بڑی اہمیت ہوتی ہے، جیسا کہ فرینکلن ڈی روز ویلٹ نے کہا ہے کہ وہی جمہوریت برقرار رہ سکتی ہے، جو اقلیتوں کے حقوق کو اپنے بنیادی اصولوں کے طور پر تسلیم کرے۔ اقلیتی حقوق کا تصور انسانی حقوق کے بغیر ممکن نہیں ہے، انسانی حقوق جسے بنیادی حقوق، پیدائشی حقوق، انسان کے حقوق بھی کہا جاتا ہے، بنیادی حقوق اور بنیادی آزادی کے بغیر اقلیتوں کے حقوق بے معنی ہیں، بنیادی حقوق میں سب سے اہم اور اولین حق زندگی کا حق ہے، اسی حق زندگی سے ایک اور حق جڑا ہوا ہے یعنی حق صیانت وسلامتی۔ اقلیتوں کو حق صیانت وسلامتی کی ضمانت دیا جانا ضروری ہے، ورنہ وہ خوف کے سایہ میں زندگی گذارتے ہیں، حق زندگی صرف زندہ رہنے کے حق کا نام نہیں؛ بلکہ ایک آزاد انسان کی حیثیت سے اپنی شخصیت کو ممکنہ حد تک پروان چڑھانے، زندگی سے لطف اندوز ہونے، ایک مہذب معاشرہ کے رکن کی حیثیت سے عمدہ زندگی گذارنے، مناسب و معقول معیار حاصل کرنے کی آزادی بھی شامل ہے، اقلیتیں اپنی شناخت، تہذیب و تمدن، مذہب و عقیدہ کو برقرار اور اس کے فروغ کے لیے سازگار ماحول وہیں پا سکتی ہیں، جہاں اقلیتوں کے ساتھ ساتھ تمام کو بنیادی حقوق اور بنیادی آزادیاں حاصل ہوں۔ اقلیتوں کے حقوق کی تاریخ کا پتہ انیسویں صدی کی آخری دہائی سے لگایا جا سکتا ہے، جب کہ یورپ میں کثیر قومی مملکتوں نے اقلیتوں کے لیے عام حقوق کے علاوہ خصوصی حقوق کی ضرورت کو تسلیم کر لیا تھا، پہلی بار 1867ء میں آسٹریلیا کے دستوری قانون کی دفعہ 19 کے تحت یہ تسلیم کیا گیا کہ نسلی اقلیتیں اپنی قومیت اور زبانوں کے برقرار رکھنے اور ان کو ترقی دینے کا حق رکھتی ہیں، اسی طرح دفعات ہنگری کے قانون 1868 میں موجود تھیں، سوئس وفاق کے دستور 1874ء میں شہری خدمات میں ملک کی تین زبانوں کو مساوی حقوق دیئے گئے تھے، مقننہ اور عدلیہ کو بھی یہ حقوق حاصل تھیں۔ پہلی عالمی جنگ کے بعد وسطی اور مشرقی یورپ میں کثیر نسلی معاشرے وجود میں آئے، جنہوں نے قانون کی جانب سے سیاست میں اقلیتوں کو تحفظ فراہم کرنے کے نظریہ کو فروغ دیا، اس کے نتیجہ میں اقلیتوں کے حقوق بین الاقوامی عدلیہ کے طریقہ کار کا عام اصول بن کر ابھرے، پیرس امن کانفرنس میں بین الاقوامی برادریوں کی قیادتوں کو یہ احساس ہوا کہ جب تک اقلیتوں کے حقوق واضح طور پر تسلیم نہ کئے جائیں اور ایک بین الاقوامی نظام قانون کے تحت انہیں اس کی ضمانت نہ دی جائے، مشرقی یورپ مذہب، زبان اور نسل کی بنیاد پر اختلافات رکھنے والوں گروپوں کے درمیان تصادم اور خانہ جنگی کی زد میں آجائے گا، اس تناظر میں پہلی عالمی جنگ کے بعد امن معاہدوں میں بطور خاص اقلیتوں کے حقوق پر توجہ مرکوز کی گئی، اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کو پانچ معاہدوں میں قانونی قرار دیا گیا، جو اتحادیوں اوران کے حلیفوں اور پولینڈ، چیکوسلواکیہ، رومانیہ، یونان اور یوگوسلاویہ کے آسٹریا، بلغاریہ، ہنگری اور ترکی کے درمیان طے پائے تھے، البانیہ، فن لینڈ اور عراق نے اپنی اقلیتوں کو تحفظ فراہم کرنے کا اعلان کیا، اس سے بھی زیادہ اہم مشرقی یورپ کے درمیان ممالک کا مجلس اقوام میں داخلہ اقلیتوں کو حقوق عطا کرنے کی شرط پر تھا اور مجلس اقوام کی ان تیقنات پر نظر رکھنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی، یہ معاہدے اقلیتوں کے حقوق کے لیے ایک نمونہ فراہم کرتے تھے، کیوں کہ مملکتوں نے تمام شہریوں کے ساتھ پیدائش، قومیت، زبان، نسل اور مذہب ہر اعتبار سے مساوی سلوک کا تیقن دیا تھا۔

اقلیتی گروہوں کو ان کی زبان اور مذہب کے آزادانہ استعمال کا حق دیا گیا، معاہدہ کی دفعات کی کسی طرح خلاف ورزی کی صورت میں بین الاقوامی عدالت انصاف میں شکایت کرنے کا موقع فراہم کرنے سے متعلق دفعات بھی وضع کی گئیں، یہ گنجائش بھی رکھی گئی کہ بعض مخصوص معاملات میں خطا کاروں کے خلاف کارروائی کا آغاز مجلس اقوام کر سکتی ہے، بین الاقوامی عدالت انصاف نے دو قابل ذکر فیصلوں کے ذریعہ اقلیتوں کے حقوق حاصل کرنے میں اہم کردار ادا کیا، جو 1930 میں سنائے گئے تھے۔ یونانی، بلغاریائی برادری کے مقدمہ میں عدالت نے مشاورتی رائے ظاہر کی، جو تعداد کے اعتبار سے نہیں؛ بلکہ مشترک مذہبی، لسانی روایات کے لحاظ سے اقلیتوں کی تعریف کا تعین کرنے کے بارے میں تھی، کم سن بچوں کی تعلیم اور ان کی سماجی تربیت ان کے اصولوں کے مطابق کرنا چاہتے تھے، اگر برادری ان ثقافتی خصوصیات کو برقرار رکھنا چاہتی ہے تو اس گروپ کو برادری قرار دینے کے لیے یہ وجہ کافی۔ البانیہ کے اقلیتی اسکولوں کے ایک اور معاملہ میں مستقل بین الاقوامی انصاف نے 6 اپریل 1935 کو اقلیتوں کے تحفظ کے لیے لازمی اصولوں کا تعین تھا، عدالت کا کہنا تھا کہ اقلیتی حقوق کا مقصد ان کے گروپوں کے لیے باقی آبادی کے ساتھ پُرامن بقائے باہم کے ساتھ زندگی گذارنے کے مواقع فراہم کرنا ہے اور ان کے ساتھ خوش گوار تعاون کرنا، اقلیت کی جو خصوصیات اکثریت سے مختلف ہیں، ان کا تحفظ کرنا اور ان کی اپنی مخصوص ضروریات کی تکمیل کرنا ہے۔ اقلیتوں کو مکمل مساوات کی فراہمی کو یقینی بنانے کی ذمہ داری مملکتوں کو سونپی گئی تھی اور اقلیتی گروپوں کی روایتوں کے تحفظ کی ہدایت مناسب محکمہ جاتی ذرائع سے کرنے کی ہدایت دی گئی تھی۔

اخبارِ جہاں

سعودی ولی عہد سے امریکہ کے مسیحی لیڈروں کی ملاقات

سعودی ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان سے امریکہ کے ایونجلیکل مسیحی لیڈروں کے ایک وفد نے دارالحکومت الریاض میں ملاقات کی ۔ امریکہ کا مسیحی مذہبی وفد ان دنوں خطے کے دورے پر ہے۔سعودی ولی عہد نے وفد سے گفتگو کرتے ہوئے پُرامن بقائے باہمی، رواداری، برداشت کے فروغ اور انتہا پسندی اور دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے مشترکہ کوششوں کی ضرورت پر زور دیا۔ملاقات میں واشنگٹن میں متعیّن سعودی سفیر شہزادہ خالد بن سلمان ، رابطہ عالمِ اسلامی کے سیکریٹری جنرل شیخ ڈاکٹر محمد العیسیٰ اور سعودی وزیرخارجہ عادل الجبیر بھی موجود تھے۔(پی ایس آئی)

امریکہ اور ترکی کی افواج کا شام کے شمالی شہر منبج میں مشترکہ گشت کا آغاز

شام کے شمالی شہر منبج میں امریکہ اور ترکی کی فوجوں نے جمعرات سے مشترکہ گشت شروع کردی ہے۔ترک وزیر دفاع حلوسی عکار نے اس اطلاع کی تصدیق کی ہے۔شام کے شمالی علاقے میں موجود امریکہ کی حمایت یافتہ فورسز نے کہا ہے کہ یہ گشت ایک مشترکہ لائحہ عمل کے تحت کیا جائے گا اور اس کا مقصد معاہدہ شمالی اوقیانوس کی تنظیم (نیٹو) کے دونوں رکن ممالک کے درمیان پائی جانے والی کشیدگی ختم کرنا ہے۔دریں اثناء ترکی کے وزیر دفاع حلوسی عکار نے کہا ہے کہ شام کے شمالی علاقے میں قریباً دو لاکھ ساٹھ ہزار شہریوں کی واپسی ہوچکی ہے۔یہ افراد اس علاقے میں برسرپیکار مسلح گروپوں کے درمیان جھڑپوں اور جنگی کارروائیوں کے بعد دوسرے علاقوں یا ترکی کی جانب چلے گئے تھے۔شام کے اس علاقے میں ترکی کی مسلح افواج ''فرات کی ڈھال'' کے نام سے کرد جنگجوؤں کے خلاف کارروائی کررہی ہیں۔(پی ایس آئی)

اسرائیل سے دوستی کی نئی لہر صہیونی تنہائی ختم کرنے کی کوشش

اسلامی تحریک مزاحمت ''حماس'' کے سینیر رکن ڈاکٹر موسیٰ ابومرزوق نے کہا ہے کہ اسرائیل کی عرب ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات کے قیام کی کوششیں صہیونی ریاست کی تنہائی ختم کرنے کی جدوجہد ہے۔ایک بیان میں موسیٰ ابومرزوق نے کہا کہ کئی عرب ممالک اس وقت اسرائیل سے دوستانہ مراسم بڑھانے کی کوشش میں ہیں۔فلسطین پر ناجائز طور پر قابض اسرائیل کے ساتھ دوستی کا ہاتھ بڑھانے والے فلسطینیوں کے خیرخواہ نہیں ہوسکتے۔انہوں نے کہا کہ بعض ایسے ممالک بھی ہیں جو فلسطینیوں کو اپنے ہاں داخل ہونے یا محنت مزدوری کی اجازت نہیں دیتے مگر انہوں نے صہیونیوں کے لیے اپنے ملک کے تمام راستے کھول رکھے ہیں۔یہی ممالک اسرائیل کے ساتھ دوستانہ مراسم کے قیام کے لیے کوشاں ہیں۔وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ فلسطینیوں کی مدد کرکے ان کی مشکلات حل کررہے ہیں، حالانکہ ایسا نہیں۔ابومرزوق کا کہنا ہے کہ ۲۰۰۲ء میں سعودی عرب کے فرمانروا شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز نے اسرائیل سے تعلقات کے قیام کے لیے فلسطینی ریاست کے قیام کی شرط رکھی تھی، مگر اب عرب ممالک اس شرط سے بھی پیچھے ہٹ گئے ہیں۔واضح ہو کہ حال ہی میں اسرائیلی وزیراعظم بنجامن نیتن یاہو نے عمان کا دورہ کیا ہے جس کے بعد عمان اور اسرائیل کے درمیان تعلقات کے قیام کی خبریں گردش کرنے لگی ہیں۔اس کے علاوہ اسرائیل کی ایک خاتون وزیرہ کو متحدہ عرب امارات میں سرکاری پروٹوکول دیا گیا۔اسرائیلی ذرائع ابلاغ نے عرب ممالک کے دوروں کو تعلقات کے قیام کی کوششوں کا حصہ قرار دیا۔(پی ایس آئی)

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں کیوبا پر امریکی پابندیوں کی مذمت

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے کیوبا میں انسانی حقوق کی خامیوں سے متعلق امریکی ترمیمی قرارداد کو مسترد کرتے ہوئے کیوبا پر امریکی اقتصادی پابندیوں کی مذمت کرنے کی قرارداد کو منظوری دے دی۔امریکہ نے اپنی قرارداد میں ۹/ترامیم منظور کرنے کی تجویز پیش کی تھی، لیکن اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے انہیں مسترد کردیا۔اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں جمعرات کو ہونے والی ووٹنگ میں ۱۹۳/رکن ممالک میں سے ۱۸۹/ممالک نے کیوبا کی طرف سے پیش کی گئی قرارداد کی حمایت میں ووٹ دیا جبکہ امریکہ اور اسرائیل نے اس کی مخالفت میں ووٹ دیا۔مالدیوا اور یوکرین نے ووٹنگ میں حصہ نہیں لیا۔(یو این آئی)

دنیا میں ہر چار دن میں ایک صحافی کو قتل کیا جاتا ہے: یونسکو

پوری دنیا میں صحافیوں پر حملوں میں اضافہ کے درمیان اقوام متحدہ کے تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی تنظیم (یونسکو) نے اپنی تازہ رپورٹ میں کہا ہے کہ دنیا میں ہر چار دن میں ایک صحافی کا قتل ہوجاتا ہے اور سال ۲۰۰۶ء سے ۲۰۱۷ء کے درمیان پوری دنیا میں ایک ہزار سے زیادہ صحافی مارے گئے ہیں۔اقوام متحدہ نیوز کی رپورٹ کے مطابق یونسکو کے اظہار رائے کی آزادی کی سلامتی کے معاملوں کے اسپیشل سفیر ڈیوڈ کائے سمیت کئی ماہرین نے بدھ کو رپورٹ جاری کرتے ہوئے کہا ہے کہ صحافیوں کے قتل کے ۱۰/میں سے ۹/معاملوں میں قاتلوں کو سزا نہیں ہوتی جس کی وجہ سے اس طرح کے حملوں میں اضافہ ہونے کے خدشات بڑھ جاتے ہیں۔اس طرح کے معاملوں میں سازش کرنے والوں کو سزا ضرور ملنی چاہئے اور متاثروں کے خاندانوں کو امداد ملنی چاہئے۔(یو این آئی)

روہنگیا کے عوام کی واپسی کے لئے رخائن میں سازگار حالات نہیں: یو این ایچ سی آر

اقوام متحدہ نے روہنگیا پناہ گزینوں کی وطن واپسی کے لئے میانمار اور بنگلہ دیش کے درمیان ہوئے معاہدے پر تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ اقوام متحدہ کی پناہ گزین ایجنسی (یو این ایچ سی آر) سے اس سلسلے میں تبادلہ خیال نہیں کیا گیا ہے۔میانمار اور بنگلہ دیش حکومت کے حکام نے دعوی کیا ہے کہ بنگلہ دیش میں پناہ لئے ہوئے ۲۰۰۰۰ ۷/روہنگیا پناہ گزینوں کی وطن واپسی کے لئے ''انتہائی ٹھوس'' سمجھوتہ کیا گیا ہے۔(یو این آئی)

بزنس روزگار وکیریئر

سید محمد عادل فریدی

مرکزی حکومت کی اقلیتوں کی فلاح کے لیے چند مفید اسکیمیں

مرکزی اور صوبائی حکومتوں نے اقلیتوں کے لیے کئی ایسی اسکیمیں منظور کی ہیں، جو کافی مفید ہیں، اقلیتوں میں مسلمان، پارسی، سکھ، بودھ، جین، کرشچن اور یہودی وغیرہ مذاہب کے لوگ شامل ہیں، سب سے بڑی اقلیت ہونے کی وجہ سے ان اسکیموں کا زیادہ تر فائدہ مسلمانوں کو ہونا چاہئے لیکن عام طور پر ہمارے نوجوانوں کو ان اسکیموں کے بارے میں صحیح معلومات نہیں ہوتی، جس کی وجہ سے وہ اس کا فائدہ نہیں اٹھا پاتے، اور اسکیموں کا بڑا حصہ دیگر مائنورٹی کے حصہ میں آتا ہے، یا پھر خرچ نہیں ہو پاتا اور سرکار کو واپس چلا جاتا ہے۔اس لیے ہمیں ان اسکیموں کے بارے میں پوری معلومات حاصل کرنی چاہئے اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ذیل میں چند مفید اسکیموں کی فہرست دی جارہی ہے۔

۱۔اسکالرشپ اسکیم: اس اسکیم کے تحت سنٹرل گورنمنٹ سے تین طرح کے اسکالرشپ دیے جاتے ہیں:
(الف) پری میٹرک اسکالرشپ : یہ اسکالرشپ ابتدائی درجات سے دسویں درجہ تک کے طلبہ وطالبات کے لیے ہے۔(ب) پوسٹ میٹرک اسکالرشپ: یہ اسکالرشپ میٹرک سے اوپر کے درجات کے لیے ہے۔(ج) میرٹ کم مینس اسکالرشپ: یہ اسکالرشپ پروفیشنل تعلیم میں گریجوئیٹ اور پوسٹ گریجوئیٹ کورس کے لیے ہے، یہ اسکالرشپ میرٹ کی بنیاد پر دیا جاتا ہے۔نیشنل اسکالرشپ پورٹل کے ذریعہ آن لائن درخواستیں دی جاتی ہیں مزید معلومات ویب سائٹ https://scholarships.gov.in پر لاگ ان کرکے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

۲۔مولانا آزاد نیشنل فیلوشپ: اس اسکیم کے تحت اقلیتی طبقہ سے تعلق رکھنے والے طلبہ وطالبات کو ایم فل اور پی ایچ ڈی مکمل کرنے کے لیے پانچ سال کی مدت تک کے لیے مالی تعاون دیا جاتا ہے مزید معلومات کے لیے یو جی سی کی ویب سائٹ https://www.ugc.ac.in/manf پر لاگ ان کریں

۳۔ پڑھو پردیش اسکیم: اس اسکیم کے تحت اقلیتی طبقہ کے طلبہ وطالبات کو بیرون ملک میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے قرض مہیا کرایا جاتا ہے۔مزید معلومات کے لیے مرکزی حکومت کی وزارت برائے اقلیتی امور کی ویب سائٹ http://www.minorityaffairs.gov.in پر لاگ ان کریں۔

۴۔فری کوچنگ اور الائڈ اسکیم (نیا سویرا): اس اسکیم کے تحت اقلیتی طبقہ کے طلبہ وطالبات کو مقابلہ جاتی امتحانوں کی تیاری کے لیے کچھ منتخب کوچنگ اداروں میں کوچنگ کے لیے مالی معاونت کی جاتی ہے۔مزید معلومات http://www.minorityaffairs.gov.in پر لاگ ان کرکے حاصل کرسکتے ہیں۔

۵۔نئی اڑان اسکیم: اس اسکیم کے تحت اقلیتی طبقہ سے تعلق رکھنے والے ذہین طلبہ وطالبات کو یو پی ایس سی، یا ایس ایس سی یعنی یونین پبلک سروس کمیشن اور اسٹیٹ سروس کمیشن کے مقابلہ جاتی امتحانوں کی تیاری کے لیے معاونت کی جاتی ہے۔مزید معلومات http://naiudaan-moma.gov.in/ پر لاگ ان کرکے حاصل کرسکتے ہیں۔

۶۔سیکھو اور کماؤ اسکیم: یہ اسکیم ۱۳۔۲۰۱۴ء سے اقلیتی طبقہ سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں کے اسکل ڈیولپمنٹ کے لیے شروع کیا گیا ہے۔اس اسکیم کے تحت اقلیتی طبقہ سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں کو ان کی صلاحیت اور اہلیت کے اعتبار سے مختلف قسم کے ووکیشنل جاب اورینٹڈ (نوکری حاصل کرنے کے قابل) ٹریننگ کرائی جاتی ہے، ساتھ ہی ٹرینڈ نوجوانوں کا پلیس منٹ بھی کیا جاتا ہے۔مزید معلومات کے لیے منسٹری آف مائنورٹی افیئرس کی ویب سائٹ http://seekhoaurkamao-moma.gov.in/ پر لاگ ان کرسکتے ہیں۔

۷۔استاد (USTTAD) جس کا فل فارم ہے ''اپ گریڈنگ دی اسکلس اینڈ ٹریننگ ان ٹریڈیشنل آرٹس اینڈ کرافٹس فار ڈیولپمنٹ'' اس اسکیم کے تحت اقلیتی طبقہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے روایتی ہنر اور فن مثلا پینٹنگ، کشیدہ کاری، بُنائی وغیرہ کو فروغ دینے کے لیے مالی تعاون کیا جاتا ہے، نیز ان کی باوظیفہ ٹریننگ کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔مزید معلومات http://usttad.minorityaffairs.gov.in/ سے لی جاسکتی ہے۔

۸۔نئی منزل: اس اسکیم کے تحت کسی وجہ سے اسکول چھوڑ دینے والے (ڈراپ آؤٹ) بی پی ایل فیملی سے تعلق رکھنے والے اقلیتی طبقہ کے سترہ سے پینتیس سال کے لڑکوں اور لڑکیوں کو مختلف قسم کے ووکیشنل کورس کرائے جاتے ہیں تاکہ وہ روزگار حاصل کرسکیں۔ساتھ ہی روزگار کے حصول میں بھی معاونت کی جاتی ہے۔مزید معلومات http://naimanzil.minorityaffairs.gov.in/ سے حاصل ہوسکتی ہیں۔

بہار ودھان سبھا میں ۱۶۶/خالی جگہوں کے لیے ویکنسی

بہار اسمبلی میں ۱۶۶/مختلف خالی عہدوں پر بحالی کے لیے درخواست طلب کی گئی ہے، درخواستیں آن لائن قبول کی جائیں گی، آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ ۲۲/نومبر ۲۰۱۸ء ہے۔ان عہدوں میں پیون، ڈرائیور، دربان، صفائی کرنے والے، مالی اور آفس بوائے کے شامل ہیں۔ان سبھی جگہوں پر بحالی کے لیے دسویں یا کسی منظورہ شدہ بورڈ سے مساوی امتحان پاس ہونا شرط ہے، اس کے علاوہ ڈرائیور کے عہدے کے لیے ہیوی اور لائٹ وہیکل کا ویلڈ ڈرائیونگ لائسنس بھی ہونا چاہئے۔ڈرائیور کے لیے تنخواہ کا معیار ۱۹۹۰۰/روپئے سے ۶۳۲۰۰/روپئے ماہانہ اور دیگر سبھی عہدوں کے لیے تنخواہ کا معیار ۱۸۰۰۰/روپئے سے ۵۶۹۰۰/روپئے ماہانہ ہے۔کم سے کم عمر یکم اگست ۲۰۱۸ء کو ۱۸/سال اور زیادہ سے زیادہ ۳۷/سال ہونی چاہئے۔او بی سی اور خاتون امیدوار کو عمر کی حد میں تین سال کی اور ایس سی ایس ٹی کو پانچ سال کی چھوٹ دی جائے گی۔معذور امیدواروں کو زیادہ سے زیادہ عمر میں دس سال کی چھوٹ دی جائے گی۔اہل امیدواروں کا انتخاب انٹرویو کی بنیاد پر کیا جائے گا۔آن لائن درخواست دینے کی فیس جنرل کیٹگری کے امیدواروں کے لیے ایک سو روپئے، بہار کے ریزروڈ کیٹگری، خاتون اور معذور امیدوار کے لیے پچیس روپئے ہے۔مزید معلومات کے لیے بہار اسمبلی کی ویب سائٹ www.vidhansabha.bih.nic.in پر لاگ ان کریں۔

طب وسائنس

کھجور توانائی کا خزانہ

شوکت رحمان خٹک

کھجورانتہائی قدیم پھل ہے۔مورخین نے 8000 سال قبل مسیح میں عراق کی سرزمین پراس کی موجودگی کا تذکرہ کیا ہے۔یہ گرم ممالک کا پھل ہے اس کی افزائش خلیج فارس کے نواحی علاقے ایران،عراق،افریقہ اورعرب تصور کئے جاتے ہیں ان کے علاوہ دنیا کے دیگر ممالک کی کھجوریں اپنی پیدا اورلذت اورشرینی کے لحاظ سے مشہور ہیں۔کھجور کی لاتعداد اقسام ہیں مگر اس کی ایک قسم ایسی بھی ہے جس سے شکر کے ساتھ ایک کیمیائی جوہر (Invertas) پایا جاتا ہے جوشکر کو ایسی مٹھاس میں تبدیل کردیتا ہے جسے جسم بآسانی قبول کرلیتا ہے اور ذیابیطس کے مریضوں کو اس سے نقصان نہیں پہنچتا اسے Fructos کہتے ہیں۔مدینہ منورہ کی مشہور عجوہ اور برفی کھجوروں میں یہ جوہر پایا جاتا ہے۔کھجور کی ایک قسم گٹھلی کے بغیر بھی ہے۔

بلاشبہ کھجور توانائی کا خزانہ ہے کیونکہ اس میں بڑی مقدار میں قوت بخش اجزاء پائے جاتے ہیں مثلاً وٹامن اے،بی ون،بی ٹو،بی سی،کے علاوہ کیلشیم،میگنیشیم،پوٹاشیم،سوڈیم،تانبا،لوہا،فاسفورس،سلفراورلحمیات وغیرہ کھجور کی کثیرالمنافع خصوصیات کی بناپر نبی کریم ﷺ اس سے روزہ افطار کرنا پسند کرتے تھے۔روزے کے دوران چونکہ دن بھر کچھ نہ کھانے کی وجہ سے جسم کی کیلوریز یا حرارے مسلسل کم ہوتے رہتے ہیں اس لئے افطار کیلئے ایسی خوراک ضروری ہے جوزود ہضم اورمقوی ہو اور کھجور اس مقصد کیلئے بہترین نعمت ہے اس کے استعمال سے جسم کو فوری توانائی حاصل ہوتی ہے اورطبعی حرارت اعتدال پرآجاتی ہے جس سے بدن گونا گوں امراض سے بچ جاتا ہے۔ غذائیت کی کمی کی وجہ سے قلت خون کے مریضوں کو افطار کے وقت فولاد کی اشد ضرورت ہوتی ہے اوروہ کھجور میں قدرتی طور پر موجود ہے۔

گرمی کے دوران اگر ٹھنڈا پانی بھی لیا جائے تو معدے میں گیس،تبخیر اور ورم جگر کا خطرہ ہوتا ہے کھجور کے بعد پانی پینے سے یہ خطرہ دور ہوجاتا ہے۔کھجور جگر کے لئے تقویت بخش ہونے کی وجہ سے یرقان کے مرض میں بہترین دوا ہے اور ہاضمے کی خرابی،تبخیر معدہ کی شکایات میں بھی مفید ہے۔نیز اس میں خاصی مقدار میں ریشہ پایا جاتا ہے جو آنتوں میں رُکے ہوئے فضلات کو بدن سے خارج کردیتا ہے۔تپ وق کے مریض اگر اس کا استعمال کریں تو یہ سینے اور پھیپھڑوں سے بلغم نکالنے کے ساتھ مریض کو بھرپور قوت بھی فراہم کرتی ہے اس کے علاوہ کھجور میں ایسے اجزاء بھی پائے جاتے ہیں جو گردے مثانے اور پتہ میں پتھری بننے کے عمل کو روکتے ہیں۔

کھجور کو رات بھر پانی میں بھگو کر صبح مسل کر اس کا پانی پینا صحت کیلئے مفید ہے۔اس سے جہاں پیاس کو تسکین ملتی ہے وہیں اسہال،صفراء اور تیزابیت بھی دور ہوجاتی ہے اور جسم کی غلیظ رطوبتیں خشک ہوجاتی ہیں۔معدے کو تقویت ملتی ہے منہ کے زخم گردوں اور مسوڑھوں کی سوزش،پتھری اور پرانے سوزاک میں بھی اس کے استعمال سے فائدہ ہوتا ہے۔کھجور قوت ہضم کے مطابق کھائی جائے آنکھیں دکھنے کی حالت میں استعمال نہ کی جائیں۔کمزور معدے کے حامل افراد کم مقدار میں استعمال کریں۔نیز کھجور کے درخت کی ہر شے مفید ہے جیسے کھجور کے پھول کو اگر پانی میں گھوٹ کر پیا جائے تو معدے کو طاقت حاصل ہوتی ہے کھجور کے پتوں کی راکھ کو بہترین منجن تسلیم کیا گیا ہے جو دانتوں کے درد میں بھی مفید ہے اگر اسے پانی میں ابال کر کلیاں کی جائیں تو آرام آجاتا ہے۔کھجور کا گودا،آنتوں،گردوں اور پیشاب کی نالی کی سوزش میں فائدہ پہنچاتا ہے۔نیز بیرونی چوٹوں اور منہ کی بدبو میں بھی نافع ہے۔

کھجور کی گٹھلی آنتوں کو طاقت دیتی ہے اور معدے کی گرمی دور کرتی ہے۔دل کے دورے میں کھجور کی گٹھلی سمیت کوٹ کر استعمال کرنا جان بچانے کا باعث بن جاتا ہے کیونکہ یہ دل کی شریانوں میں رکاوٹ کے باعث پیدا ہونے والی تمام بیماریوں اور خاص طور پر شریانوں کی تنگی کا تریاق کا اثر رکھتی ہے کھجور اور اس کی گٹھلی کا مسلسل استعمال دل کے بڑھ جانے میں بھی مفید ہے۔زخموں پر لگانے سے زخم مندمل ہوجاتے ہیں اور دانتوں کا درد بھی دور ہوجاتا ہے۔کھجور کے درخت کی شاخوں پر جس جگہ پھول لگتے ہیں وہاں کونپلوں سے پہلے ایک گاڑھا لیس دار شیریں اور خوشبودار مادہ جمع ہوتا ہے جسے گابھا کہا جاتا ہے۔اس کا ذائقہ دودھ اور بادام جیسا ہوتا ہے یہ آنتوں کو مضبوط کرتا ہے اور دستوں کو روکتا ہے۔سینے کے درد کو دور کرتا ہے۔آواز میں نکھار پیدا کرتا ہے اگر تھوک میں خون آتا ہو تو وہ بھی بند ہوجاتا ہے۔کھانسی دور کرتا ہے قے کو روکتا ہے،چکروں میں بھی فائدہ مند ہے۔منشیات کے استعمال سے پیدا ہونے والا خمار دور ہوجاتا ہے۔الرجی میں بھی اس کا استعمال مفید ہے۔

کھجور کا استعمال۔سب سے پہلے ٹھنڈے دودھ میں کھجوریں ڈال کر رکھ دیں اس میں چینی ملانے کی ضرورت نہیں ہے۔رات کے وقت کھجوریں پھول کر نرم ہوجائیں گی جس سے بہت لذیذ دودھ تیار ہوجائیگا اور اس کے پینے سے طبیعت کو بہت فرحت حاصل ہوگی۔اس کے علاوہ دن میں پانی میں کھجوریں بھگو کر رکھ دیں اور جب چاہئیں انہیں مسل کر استعمال کرلیں یہ نہ صرف بہترین شربت ہے بلکہ نبی کریم ﷺ کا پسندیدہ مشروب بھی تھا۔یہ مشروب قوت فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ پیاس کو بھی تسکین دیتا ہے۔کھجوروں کو دودھ میں ابال کر گھی میں بھون لینے سے بہترین حلوہ تیار ہوجاتا ہے۔دبلے پتلے کے لئے کھجور کا تسلسل سے استعمال قوت اور وزن بڑھانے کا بہترین نسخہ بھی ہے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے نکاح کے وقت میں بہت دبلی تھی میری والدہ نے مجھے موٹا کرنے کی بہت تدبیریں کیں مگر سب بے سود رہیں۔آخر انہوں نے مجھے ککڑی کے ساتھ کھجوریں کھلائیں جس سے میرا وزن بڑھ گیا۔

هفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

خانقاہ رحمانی مونگیر کے ایک مخلص جناب مولوی اسماعیل رحمانی کا انتقال

خانقاہ رحمانی کے مخلص،عقیدتمند اور شیدائی جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب رحمانی کٹیہار کا اپنے وطن شریف گنج کٹیہار میں اکانوے سال کی عمر میں ۲۹/اکتوبر ۲۰۱۸ء کو تہجد کے وقت انتقال ہوگیا،اناللہ وانا الیہ راجعون،وہ کئی مہینوں سے بیمار چل رہے تھے،انکے جنازہ میں خانقاہ رحمانی مونگیر سے علماء کا ایک وفد شریک ہوا۔جن میں جناب مولانا مفتی محمد احمد صاحب مظاہری استاذ جامعہ رحمانی مونگیر الحاج حافظ محمد امتیاز رحمانی صاحب ماسٹر نثار احمد رحمانی صاحب الحاج عبدالرشید خانصاحب حافظ شفیق الرحمٰن اور محمد صدام صاحب شامل تھے۔جنازہ کی نماز جناب مفتی محمد احمد صاحب مظاہری استاذ جامعہ رحمانی مونگیر نے پڑھائی اور تدفین کٹیہار قبرستان میں بعد نماز عصر عمل میں آئی۔اس موقعہ پر ان سے تعلق رکھنے والے اور خانقاہ رحمانی کے مخلصین سیکڑوں کی تعداد میں شریک تھے۔مولوی اسماعیل صاحب کے انتقال پر خانقاہ رحمانی مونگیر کے سجادہ نشیں مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی نے گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے،انہوں نے کہا کہ وہ بڑے نیک اور ذاکر وشاغل شخص تھے،ان کا اور انکے خانوادہ کا خانقاہ رحمانی سے گہرا تعلق تھا،وہ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ کے دست گرفتہ تھے،مجھ سے بھی بیعت وارادت کا تعلق تھا،انکے والد حاجی لیاقت حسین صاحبؒ قطب عالم حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ کے مرید اور خادم تھے،مولوی اسماعیل صاحب کی تعلیم وتربیت حضرت امیر شریعت مولانا منت اللہ رحمانیؒ کی نگرانی میں خانقاہ رحمانی میں ہوئی،یہاں کے بعد انہوں نے میڈل اسکول میں تدریسی خدمت انجام دی اور تقریباً تیس سال تک کٹیہار کی عیدگاہ میں عیدین کی نماز کی امامت فرمائی جب تک وہ صحتمند رہے،خانقاہ رحمانی کی مجلس درود شریف کے موقعہ پر پابندی سے آتے رہے،اور رمضان المبارک میں ایک ماہ خانقاہ رحمانی کی مسجد میں اعتکاف کرتے رہے،اللہ تعالیٰ ان کے نیک عمل کو قبول فرمائے،اگلے تمام مرحلے کو آسان کردے اور گھر کے تمام لوگوں کو صبر وسکون عطاء کرے۔(آمین) جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر میں اہتمام کے ساتھ ان کے لیے ختم قرآن اور ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا،جس میں جامعہ رحمانی کے طلبہ،اساتذہ،کارکنان،منتظمین اور خانقاہ رحمانی کے واردین وصادرین نے شرکت کی۔

رحمانی فاؤنڈیشن کے زیراہتمام آنکھوں میں لینس لگانے کا مفت کیمپ منعقد

رحمانی فاؤنڈیشن کے شعبۂ ہیلتھ کیئر عوام کی صحت کے لیے ہمیشہ کوشاں رہتا ہے،اور آنکھوں کے علاج کے سلسلہ میں سال بھر خدمات انجام دیتا رہتا ہے،ہر سال کی طرح اس سال بھی مفت کیمپ کا انعقاد کیا جارہا ہے،جس میں مشہور آئی سرجن جناب ڈاکٹر سدھانشو صاحب اور ان کی ٹیم کے ذریعہ آنکھوں میں لینس لگانے کا کام کیا جائیگا،گذشتہ سال ۱۸۳۷/مریضوں کی آنکھوں میں کامیاب لنس لگایا گیا،اور اللہ نے انہیں دوبارہ دنیا دیکھنے کے لائق بنادیا۔

الحمدللہ اس سال ڈھائی ہزار آنکھوں میں لینس لگانے کا ہدف ہے،تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس کا فائدہ پہونچایا جاسکے خاص طور سے غریبوں کو اس کو پورا فائدہ پہونچے،رحمانی فاؤنڈیشن کے بانی امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی دامت برکاتہم کی خواہش ہے کہ آنکھوں کا مستقل ایک معیاری ہسپتال مونگیر میں قائم کیا جائے،تاکہ باشندگان ضلع مونگیر اور قرب وجوار کے لوگوں کو دوسرے شہروں میں جانے کی زحمت نہ اٹھانی پڑے اور اس کی تکمیل کے لیے کارکنان رحمانی فاؤنڈیشن متحرک ہیں،انشاء اللہ جلد اس کی بھی کاروائی شروع ہوگی۔واضح رہے کہ ۲۶/اکتوبر سے شروع ہونے والا یہ کیمپ اپریل ۲۰۱۹ء تک مسلسل چلتا رہے گا،جس سے مریضوں کو بہتر سولت دی جائے گی۔ہیلتھ کیئر کے سکریٹری جناب محمد وسیم صاحب ان کاموں کے لیے ہمیشہ سرگرم رہتے ہیں۔

تقسیم ملک کے لئے کسی کو ذمہ دار بنانا تھا،مسلمانوں کو بنادیا گیا:حامد انصاری

سابق نائب صدر جمہوریہ ہند حامد انصاری کا کہنا ہے کہ ملک کی تقسیم کے لئے کسی نہ کسی کو ذمہ دار بنانا تھا لہذا اس کے لئے مسلمانوں کو ذمہ دار بنادیا گیا اور سب نے اس کو مان بھی لیا۔انہوں نے کہا "غیر" کا مطلب سمجھنے کے لئے 1947 میں واپس جائیں،جہاں سے اس کی ابتدا ہوتی ہے۔اس وقت دروغ گوئی کی گئی کہ تقسیم کس نے کرائی۔کچھ کہتے ہیں کہ پاکستان نے کرائی،انگریزوں نے کرائی لیکن ہم ماننے کو تیار نہیں ہیں کہ ہم نے بھی کرائی،پٹیل نے آزادی سے چار روز پہلے تقریر کی کہ وہ تقسیم کے لئے راضی ہوگئے تھے جس میں انہوں نے کہا کہ "ہندوستان کو متحد رکھنے کے لئے اس کی تقسیم ضروری ہے"۔یہ حقیقت ہے لیکن کسی کو ذمہ دار بنانا تھا تو مسلمانوں کو بنادیا گیا اور سب نے اس کو مان بھی لیا۔سابق نائب صدر نے کہا کہ ملک میں دستور کے مطابق 22 زبانیں اور سروے کے مطابق 221 زبانیں ہیں لیکن اس لسٹ میں ایک زبان غائب ہے جس کا نام ہندوستانی ہے اور اس کا ذکر آئین میں ہے۔ڈاکٹر راجندر پرشاد کی کانسٹی ٹیونٹ اسمبلی میں پہلی تقریر کی زبان "ہندوستانی" درج ہے۔حامد انصاری نے کہا کہ 28 اگست 1947 کو کانسٹی ٹیونٹ اسمبلی میں شیڈولڈ کاسٹ کو ہندو دھرم کا حصہ مان لیا گیا اور مسلمانوں کو اقلیت بنادیا گیا۔مولانا حسرت موہانی کھڑے ہوگئے اور کہا کہ میں نہیں مانتا کہ میں اقلیت ہوں۔حامد انصاری نے کہا کہ آئین کے مبادی پر 22 نومبر 1949 کو گفتگو ہورہی تھی تو اجیت پرشاد جین نے کہا کہ "پاکستان کے پیدا ہوجانے کی وجہ سے اب ہم کو آئین بنانے میں آسانی ہورہی ہے"۔یوں لفظ مائنارٹی) اقلیت (ایجاد ہوگیا اور تخصیص بھی ہوگئی کہ اقلیت کون ہے۔حامد انصاری نے مزید کہا کہ آبادی کی مردم شماری (census) کے مطابق ملک میں 20 فیصد مذہبی اقلیتیں ہیں اور ان میں سے 14 فیصد مسلمان ہیں،یوں ہر ساتواں ہندوستانی مسلمان ہے۔انہوں نے کہا کہ کیا اتنی بڑی تعداد کو "غیر" بنایا جاسکتا ہے اور اگر بنادیا گیا تو اس کے نتائج کیا ہوں گے؟ (عوامی نیوز پٹنہ ۲۸/اکتوبر ۲۰۱۸)

بقیات

بقیہ انتہائی خطرناک ....

ہر چند کہ عدالت نے صاف کردیا ہے کہ سنوائی آستھا اور عقیدت کی بنیاد پرنہیں حقیت سے متعلق ثبوت وشواہد کی بنیاد پر ہوگی لیکن سچ یہ ہے کہ اب کوئی ادارہ خودمختاراور آزادنہیں ہے، جب سی بی آئی میں بھی دخل اندازی کا موقع غیرآئینی طور پر ڈھونڈ نکالا گیا ہےتو اب کس ادارہ کوآزاد سمجھا جائے۔

یہ مسلمان اورآل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ ہے جوعدالت کے ہر فیصلے کوقبول کرنے کو تیار ہے، لیکن دوسرا فریق نہ تو آئین کے احترام کا جذبہ رکھتا ہے اور نہ عدالت کے ہر قسم کے فیصلے اس کے لیے حجت اور دلیل ہیں، جب سے حکومت کا شکنجہ عدلیہ پر کسا ہے، فیصلے کی منطق، استدلال کے طریقے اور فیصلوں کی معقولیت میں بڑی تبدیلی آئی ہے، یہ تبدیلی ملک کے لیے انتہائی خطرناک ہے، کیونکہ اس تبدیلی کے نتیجے میں ہندوستان میں جمہوریت خطرے میں پڑگئی ہےاور دستور ہند کا وقار داؤپر لگ گیا ہے۔

بقیہ معیار الاوقات............

علامہ عبدالعلی البرجندی نے حاشیہ چغمینی میں ۱۵/درجہ انحطاط شمس کے قول کو ''قد قیل'' سے نقل کیا ہے، جو ضعف پردال ہے''

جناب محمد انس صاحب کی کتاب پر بھی حافظ صاحب نے اس حوالہ سے تنقید کیا ہے کہ انہوں نے مشاہدہ کے بجائے نیٹ پر موجود آکسفورڈ اٹلس وغیرہ پر اعتماد کرلیا، جس کی وجہ سے یہ کتاب اولین و قیع، وسیع اور سعی محمود کے باوجود اغلاط سے پاک نہیں رہ سکی، اس کتاب پر ان کا ایک تنقیدی مضمون بھی ہے جو سہ ماہی مجلّہ بحث ونظر کے جولائی تا ستمبر۲۰۰۴ء کے شمارہ میں ''مروجہ اوقات صلوٰۃ علم ہیئت کی روشنی میں'' کے عنوان سے چھپا تھا۔

کتاب پر تقریظ ماہر علم ہیئت وتوقیت حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رشادی مدرسہ معدن العلوم وانم باڑی تامل ناڈو، تقریظ حضرت مولانا حکیم سید مودود اشرف صاحب طبیہ کالج اے ام یو علی گڈھ، پیش لفظ حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کے ہیں، سب نے حافظ کوثر امام اشرفی کی اس کاوش کو سراہا ہے اور سعی کے مقبول ہونے کی دعا کی ہے۔ظاہر ہے حافظ کوثر امام اشرفی نے اس سخت، مشکل اور خشک موضوع پر جو محنت کی ہے اس کی داد نہ دینا انتہائی بدذوقی کی بات ہوگی، انہوں نے اوقات دیکھنے کے طریقے کی طرف ہماری رہنمائی کردی ہے، اس طرح یہ ممکن ہوسکا کہ اس فن سے ناواقف بھی اس سے استفادہ کرسکیں۔

پوری کتاب میں صرف ایک کمی کھٹکتی ہے اور وہ ہے اس فن کی رائج مصطلحات (جن کا اس کتاب میں بھی کثرت سے استعمال کیا گیا ہے) کی تعریف کا کتاب میں نہ پایا جانا، ان اصطلاحات کی تعریف اگر قلم بند کر دی جاتی تو اس کی افادیت بڑھ جاتی اور جولوگ اس فن کی ابتدائی معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں، ان کے لئے آگے کے مراحل بھی آسان ہوجاتے۔

امارت شرعیہ نے اس موضوع پر دو سال قبل ایک مذاکرہ رکھا تھا، تو ہمیں اس موضوع کے حوالہ سے حافظ کوثر امام صاحب سے قیمتی باتیں سننے کا اتفاق ہوا تھا اور اب، جب ان کی کتاب سامنے آئی تو اس فن پر ان کی گرفت کا قرار واقعی احساس ہوا اور ان کی صحت و عافیت اور درازی عمر کے لیے دل سے دعا نکلی، اللہ رب العزت سے امید ہے کہ وہ اس کتاب کو قبول عام تام نصیب کرے۔

بقیہ جمال احمد خاشقجی............

سعودی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ اس واقعہ کی جانچ سعودی عرب کرائے گا اور مجرموں کو عدالت کے فیصلے کے مطابق سزادی جائے گی، بدلے ہوئے حالات میں تو ایسا نہیں لگتا کہ اس قتل کے ماسٹر مائنڈ محمد بن سلمان قصاص میں قتل کردیے جائیں گے، ممکن ہے ان اٹھارہ لوگوں کی گردن مار کر سعودی حکومت دنیا کو بتانے کی کوشش کرے کہ ہم نے انصاف کے تقاضے پورے کردیے، لیکن یہ سب تو مہرے تھے، اصل کھلاڑی کو سزا ملے گی تو معلوم ہوگا کہ سعودی عرب میں عدالتی نظام پہلے کی طرح ہی باقی ہے، سعودی حکمرانوں نے جمال کے بیٹوں کے ساتھ فون پر اس حادثہ پر اظہار کا افسوس کیا اور تعزیتی کلمات کہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اظہار افسوس کرکے انہیں دیت قبول کرنے کے لیے تیار کرانا چاہتا ہے، جمال احمد نے کئی شادیاں کیں، آخری شادی آلہ محمود نصیف سے کی، ان کے کئی لڑکے اورلڑکیاں ہیں، ان میں نورۃ عبداللہ اور صلاح شامل ہیں۔

جمال کو دراصل موت سعودی سفارت خانے کھینچ لے گئی وہ ترکی کو اپنا نیا مستقر بنانا چاہتے تھے، خدیجہ جہانگیر سے دوسری شادی کرنا چاہتے تھے، وہ سعودی شہری تھے، اس لیے ان دونوں کاموں کے لیے ضروری کاغذات سعودی سفارت خانہ ہی فراہم کرسکتا تھا، واشنگٹن واقع سعودی سفارت خانہ نے انہیں اسنبتول سے یہ کاغذ حاصل کرنے کا مشورہ دیا، وہ ترکی گیے، ضروری کاغذات جمع ہو گیے، تاریخ ۲۸/ستمبر مقرر ہوئی، وہ اس دن حاضر ہوئے، لیکن انہیں ٹال دیا گیا اور ۲/اکتوبر کو کاغذات دینے کے لیے بلاکر اور پلاننگ کے مطابق انہیں سفرآخرت پر روانہ کردیا گیا کلیم عاجز کے لفظوں میں:

دامن پہ کوئی چھینٹ نہ خنجر پہ کوئی داغ
تم قتل کروہو کہ کرامات کروہو

لیکن ایسا ہونہیں سکا، چھینٹیں پڑیں اور داغ بھی آیا اور اب تو ایسا لگتا ہے کہ

خون پھر خون ہے بہتا ہے تو رنگ لاتا ہے
ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے

سفرحج میں سہولت پیدا کرنے کی غرض سے مولانا محمد شبلی القاسمی کی ریجنل پاسپورٹ آفیسر پٹنہ سے ملاقات

عازمین حج کو پاسپورٹ بنوانے کے سلسلہ میں آرہی دشواریوں کو دور کرنے اوران کو مزید سہولیات بہم پہونچانے کے تعلق سے مولانا محمد شبلی القاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ نے ریجنل پاسپورٹ آفیسر جناب پی ایم سہائے سے ان کے آفس واقع موریہ لوک میں ملاقات کی اور عازمین حج کی دشواریوں کو فوری طور پر دور کرنے کے سلسلہ میں تفصیلی گفت وشنید کی۔مولانا موصوف نے پاسپورٹ آفیسر کو متوجہ کیا کہ موریہ لوک میں عازمین حج کے لیے جو خصوصی کاؤنٹر بنایا گیا ہے، اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، لیکن اس میں ایک دن میں صرف بیس اپائنٹ مینٹ ہوتے ہیں، اور اس میں بھی صرف دس بجے صبح سے ایک بجے دن تک ہی درخواستیں قبول کی جاتی ہیں۔ حالانکہ ہزاروں کی تعداد ایسی ہے جن کا پاسپورٹ ابھی نہیں بنا ہے، اور صرف ۱۷/نومبر تک کا ہی وقت درخواستیں دینے کے لیے سنٹرل حج کمیٹی نے دیا ہے، جب کہ درخواستوں کے ساتھ انٹرنیشنل پاسپورٹ ہونا لازمی ہے، ایسے میں روزانہ بیس اپائنٹ منٹ سے عازمین حج کی دشواریوں کا حل نہیں ہوسکتا ہے، اس کے علاوہ عازمین دور دراز سے آتے ہیں، پھر حج کمیٹی کے آفس جاکر سفارشی خط حاصل کرتے ہیں، ان سب میں اچھا خاصا وقت لگتا ہے پھر جب وہ سفارشی خط لے کر پاسپورٹ آفس پہونچتے ہیں تو درخواست قبول کرنے کا سلسلہ بند ہوچکا ہوتا ہے۔ اس میں عازمین کو بہت ہی پریشانی سے گزرنا پڑتا ہے۔اس لیے پاسپورٹ آفس سے مطالبہ ہے کہ وہ بیس اپائنٹمنٹ کی تعداد کو بڑھائیں اور روزانہ کم ازکم ایک سو اپائنٹمنٹ کیا جائے، نیز لنچ کے بعد دوسرے وقت میں بھی درخواستیں جمع کی جائیں۔مولانا موصوف نے پاسپورٹ آفیسر سے یہ بھی اپیل کی کہ ریجنل پاسپورٹ آفس تمام ضلعوں کے ایس پی آفس کو خصوصی ہدایت جاری کرے کہ وہ دو سے تین دنوں کے اندر پولیس ویری فکیشن کرکے اپنی رپورٹ پاسپورٹ آفس کو بھیجیں، اگرکسی وجہ سے پولیس ویری فکیشن میں دیر ہوتی ہے تو ایسے عازمین کا پاسپورٹ جاری کردیا جائے اور ویری فکیشن بعد میں کرلیا جائے۔تاکہ تمام عازمین حج وقت رہتے حج کا فارم بھرسکیں۔ریجنل پاسپورٹ آفیسر جناب پی ایم سہائے نے بہت ہی غور سے سبھی باتیں سنیں اور عازمین حج کے مسائل حل کرانے کی یقین دہانی کرائی اور لنچ کے بعد دوسرے وقت میں بھی درخواستیں لینے کی ہدایت فوری طور پر جاری کردی، نیز اپائنٹمنٹ بڑھانے کے تعلق سے بھی وعدہ کیا کہ منسٹری آف ایکسٹرنل افیئرس سے جلد ہی اس کی اجازت لے لی جائے گی اور اپائنٹمنٹ کی تعداد بڑھائی جائے گی۔

اسی کے ساتھ مولانا موصوف نے سنٹرل حج کمیٹی سے بھی مطالبہ کیا کہ عازمین حج کی جملہ سہولیات کا خیال کیا جائے خاص طور سے حج کے فارم جمع کرنے کی مدت میں مزید توسیع کی جائے تاکہ جوعازمین حج پاسپورٹ نہ ہونے کی وجہ سے شش وپنج میں ہیں، وہ بھی اطمینان سے فارم بھرسکیں۔مولانا موصوف نے سنٹرل حج کمیٹی سے یہ بھی مطالبہ کیا کہ سال گذشتہ جن حجاج سے کرایہ، رہائش، میٹرو یا دیگر سہولیات کے نام پر زائد رقم لی گئی ہے ان کو بقیہ رقم جلد سے جلد لوٹائی جائے۔مولانا نے ائمہ کرام اور علماء سے بھی درخواست کی کہ وہ اپنی تقریروں خاص کر جمعہ کے خطاب میں لوگوں کو حج کی ترغیب دیں اور صاحب استطاعت لوگوں کو حج کا فارم بھرنے کی طرف راغب کریں، اگر ان کے علاقہ کے کسی عازم حج کو کسی قسم کی کوئی دشواری پاسپورٹ یا فارم بھرنے کے سلسلہ میں ہو تو ان کے مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کریں اور ان کی مناسب رہنمائی کریں۔انہوں نے یہ بھی کہا کہ بہار سے ساڑھے دس ہزار کا کوٹا ہے، لیکن بہت ساری سیٹیں خالی رہ جاتی ہیں، اس لیے بڑے پیمانے پر ترغیبی مہم چلانے کی ضرورت ہے تاکہ جن لوگوں پر بھی حج فرض ہے وہ جلد سے جلد اس فرض کی ادائیگی کی فکر کریں اور اس میں بالکل تاخیر نہ کریں۔

اعلان مفقود الخبری

● **معاملہ نمبر ۸/۴۳۹۹/۴۰ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ سہرسا)**

رشیدہ خاتون بنت عبدالرزاق مقام ٹیکولیا وارڈ نمبر ۱، ڈاکخانہ بشنپور بازار ضلع مدھے پورہ۔فریق اول۔ بنام۔عبدالقیوم ولد لامعلوم، مقام وڈاکخانہ لامعلوم، ضلع لامعلوم۔فریق دوم۔اطلاع بنام فریق دوم۔ معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دارالقضاء سہرسہ میں نکاح فسخ کئے جانے کا معاملہ کیا ہے کہ فریق دوم قریب پانچ سالوں سے غائب ولا پتہ ہے، میں نان ونفقہ ودیگر حقوق سے محروم ہوں۔اس اعلان کے ذریعہ آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ مورخہ ۲۶/ربیع الاول ۴۰ھ مطابق ۴/دسمبر ۲۰۱۸ء بروز منگل بوقت ۱۲/بجے دن اپنے دو گواہان کے ساتھ حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ورنہ حاضر نہیں ہونے پر معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

● **معاملہ نمبر ۳/۴۴/۴۰ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ جامعہ اسلامیہ عربیہ آڑھا جموئی)**

شبنم خاتون بنت محمد اصغر خان مقام تیلا رڈاکخانہ دھنار تھانہ چندر دیپ ضلع جموئی۔فریق اول۔ بنام۔ محمد کریم الدین ولد مسلم انصاری مقام تیلار ڈاکخانہ دھنار تھانہ چندر دیپ ضلع جموئی۔فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔اس معاملہ میں فریق اول نے آپ کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ جامعہ اسلامیہ عربیہ آڑھا ضلع جموئی میں عرصہ پانچ سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ ودیگر حق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا معاملہ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، آئندہ تاریخ سماعت یکم ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ مطابق ۸/دسمبر ۲۰۱۸ء روز سنیچر کو مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کردیا جائے گا۔فقط۔قاضی شریعت۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

مسلم پرسنل لابورڈ کے زیر اہتمام دہلی میں خواتین کا خصوصی اجلاس

آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کے ویمنس ونگ کے زیر اہتمام مورخہ ۲۸/اکتوبر ۲۰۱۸ء کو ملک بینکٹ ہال دہلی میں طالبات وخواتین کا ایک خصوصی تربیتی اجلاس منعقد ہوا، اس اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے ممدوحہ ماجد صاحبہ رکن عاملہ مسلم پرسنل لابورڈ نے کہا کہ اس وقت مسلمانوں کے مسائل میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہاہے، اسلام سے لاعلمی، جہالت، غربت اور عملی کمزوریوں نے امت مسلمہ کو دوسرے اقوام کے مقابل زوال پذیر کردیا ہے، ایسے حالات میں ملک کے مسلمانوں کو اپنی بقاء وتحفظ کے لئے مضبوط منصوبہ بندی کرنے کی ضرورت ہے، اس وقت مسلمانوں کے مختلف مسائل میں ایک اہم ترین مسئلہ ارتداد کا ہے، جو خاص طور پر خواتین میں کینسر کی طرح پھیل رہاہے، ملک کی کئی ریاستوں اور علاقوں، شہروں، گاؤں اور ملی جلی آبادی والی بستیوں میں دشمنان اسلام اور ہندو تحریکات کی جانب سے نوجوان مسلم لڑکیوں کو منصوبہ بند طریقہ پر دین سے بدظن کیا جارہاہے، انہیں لالچ دیکر غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ شادی کرنے کی راہ ہموار کی جارہی ہے، مذہبی تعلیمات سے بغاوت پر اکسایا جارہاہے، اور اس طرح ارتداد کی یہ لہر روز بروز تیز ہوتی جارہی ہے، ایسے حالات میں مسلم خواتین اور مسلم بیٹیوں کو اپنی غیرت ایمانی، دینی حمیت اور جذبۂ مسلمانی کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے، ایسی سازش کے مقابلہ میں اپنے اور اپنی بہنوں کی دین وایمان کی بقاء کے لئے آگے آنے کی ضرورت ہے، ہر ہوشمند خاتون اور دینی تعلیم سے آراستہ بہنوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ دین کی ایک داعیہ کی حیثیت سے خواتین کے اندر دینی بیداری لانے اور نئی نسل کو اسلامی تعلیمات کی عظمت سے واقف کرانے کا کام کرے۔ اس اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے رکن مسلم پرسنل لابورڈ محترمہ عالیہ خلجی صاحبہ نے قوم کے نوجوان طبقہ خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی کو سماج کی جڑ قرار دیتے ہوئے کہا کہ اگر یہ طبقہ دیندار، ایماندار، بااخلاق، باغیرت اور باشعور ہوگا تو دشمنوں کی سازش کا کوئی بھی شعلہ ہماری ایمانی زندگی کو نقصان نہیں پہونچا سکتا، ہم سب مسلمان ہیں، ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم ایک مسلمان کی بیٹی کی حیثیت سے عفت وعصمت کی تاجدار بنیں، وقت اور حالات کی نزاکت کو سمجھیں اور کسی قدم پر بھی اپنے دین کی بدنامی، خاندان کی رسوائی اور غیروں کے تنقید کا نشانہ نہ بنیں، اس خصوصی اجتماع کو دیگر کئی خواتین نے بھی خطاب کیا، طالبات اور خواتین پر اس تربیتی اجلاس کا نمایاں اثر محسوس کیا گیا اور اسی طرز پر حلقہ وار اجلاس منعقد کرنے پر زور دیا گیا، آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کے ویمنس ونگ کی سرگرمیاں مختلف سطح سے ملک میں جاری ہیں اور چوں کہ خواتین سے متعلق ہی اکثر مسائل وہ ہیں جن کے سلسلہ میں حکومت غیر آئینی فیصلے دے رہی ہے، عدالت کی طرف سے بھی مداخلت ہورہی ہے، اس لئے ایسے اجلاس کی افادیت یقیناً دوچند ہوجاتی ہیں، ملک کی دیگر ایسی خواتین جو دینی درد اور دینی حمیت رکھتی ہوں ان کی بھی ذمہ داری ہے کہ اپنے طور پر اس طرح کے تربیتی نظام کو مضبوط بنائیں اور خواتین کے اندر ہر حال میں دین سے وابستہ رہنے کا جذبہ پیدا کریں۔

امیر شریعت کی چمپارن تشریف آوری باعث خیر وبرکت ہوگی

عالم اسلام کے معروف عالم دین اور عظیم مفکر حضرت مولانا سید ولی رحمانی صاحب نے اپنے گوں ناگوں مصروفیات میں سے ۱۵/تا ۱۸/نومبر ۲۰۱۸ء چار دنوں کا اپنا قیمتی وقت مغربی چمپارن کے لیے دیا ہے۔ حضرت امیر شریعت کی تشریف آوری سے اہل چمپارن کو دینی وروحانی فائدہ پہونچے گا اور ملک وملت کو درپیش مسائل کے سلسلے میں بیش قیمت رہنمائی ملے گی، آپ کی آمد کو زیادہ کارآمد اور مفید بنانے کے لیے بتیا، ڈھاکہ، اور علاقہ دیوراج میں بیٹھک کا سلسلہ جاری ہے اس سلسلہ کی ایک نشست مورخہ ۲/نومبر ۲۰۱۸ء کو مدرسہ اسلامیہ بتیا ویتیم خانہ بدریہ بتیا میں منعقد ہوئی جس میں مولانا سہیل احمد صاحب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ، جناب ذاکر بلیغ صاحب ایڈووکیٹ رکن شوریٰ امارت شرعیہ، قاضی نثار صاحب قاضی شریعت بتیا، جناب دلارے صاحب بتیا، جناب محمد سہراب صاحب بگہا، جناب مجیب الرحمن صاحب رئیس النقباء، جناب اسرار صاحب نائب ناظم یتیم خانہ بدریہ بتیا، جناب ارمان صاحب سکریٹری مدرسہ سلامیہ بتیا، جناب وکیل احمد صاحب برکی نائب رئیس النقباء، مولانا نور احمد صاحب صدر مدرس یتیم خانہ بدریہ بتیا، مدرسہ اسلامیہ بتیا کے اساتذہ نیز دار العلوم الاسلامیہ رضانگر گونپورہ پھلواریشریف پٹنہ کے اساتذہ مفتی فیض عالم صاحب ومفتی طارق سعید صاحب نے ان نشستوں میں شرکت فرمائی اس نشست میں دعوت نامے کی تقسیم اور خصوصی وعمومی اجلاس کو کامیاب بنانے کیلئے لائحہ عمل تیار کیا گیا۔ شرکاء نے ہر طرح سے تعاون کرنے کی یقین دہانی کرائی، مساجد کے ائمہ سے اس موضوع پر خطاب کرنے کی اپیل کی گئی۔ مبلغ امارت شرعیہ محمد سعود عالم صاحب، مولانا مزمل صاحب اور مولانا محی الدین رحمانی صاحب بتیا اور اس کے اطراف میں مسلسل دورے پر ہیں۔ مولانا سہیل احمد صاحب ندوی نے اہل چمپارن سے اپیل کی ہے کہ وہ حضرت امیر شریعت کی تشریف آوری سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں اور اجلاس عام کو کامیاب بنائیں۔ واضح رہے کہ اس سلسلے کی ایک نشست ۳/نومبر کو دار العلوم بسوریا دیوراج میں اور ۴/نومبر کو مدرسہ اسلامیہ بتیا میں منعقد ہونے والی ہے۔

جامعہ رحمانی مونگیر کا اجلاس کئی لحاظ سے اہمیت کا حامل ہوتا ہے

جامعہ رحمانی مونگیر میں اجلاس دستار بندی اس سال ۱۰/نومبر روز سنیچر کو بعد نماز مغرب ہونے جارہاہے، اجلاس کی تیاری شروع کردی گئی ہے، اجلاس میں بڑی تعداد میں جامعہ رحمانی وخانقاہ رحمانی کے متعلقین، اہل علم حضرات اور دین سے محبت رکھنے والے اللہ کے بندے شریک ہوں گے۔ یہ اجلاس ہر سال منعقد ہوتا ہے، جو کئی لحاظ سے اہمیت کا حامل ہوتا ہے، اجلاس میں مشہور علماء اور مشائخ کی تقریریں ہوتی ہیں، جو معاشرتی اصلاح۔ دینی کاموں کی ترغیب اور دین وشریعت کی حفاظت پر مشتمل ہوتی ہیں، اس اجلاس کا خلاصہ اور نچوڑ صدر اجلاس مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی کا کلیدی خطبہ ہوتا ہے، جو اصل میں ملت کے لیے حیات بخش پیغام ہوتا ہے، ملت کے ہر طبقہ، علماء، صلحاء، اتقیاء، دانشور اور عام مسلمان سبھوں کے لیے ان کی تقریر میں ایک رہنمائی ہوتی ہے، جسکی وجہ سے اس کو لوگ گرہ باندھ کر لے جاتے ہیں، اور اس کی روشنی میں آئندہ کا لائحہ عمل مرتب کرتے ہیں، ان کی تقریر میں بدلتے حالات اور بدلتے حالات میں مسلمانوں کے طریقہ کار پر واضح روشنی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک بیدار مغز مفکر بنایا ہے، اپنی بے مثال صلاحیت سے ملک وملت کو صحیح راہ دکھاتے رہتے ہیں، جامعہ رحمانی کا اجلاس اس کا شاندار مظہر ہوتا ہے۔ جامعہ رحمانی کا اجلاس عام جلسوں سے الگ نہیں ہے، مگر اس اجلاس کی اہمیت کئی گنا بڑھ کر ہے، اس اجلاس سے جہاں دینی پیغام، دین کے خلاف برپا کیے جانے والے فتنوں اور اس کے سدباب کا علم ہوتا ہے، وہیں طریقہ تعلیم وتربیت اور حسن انتظام جاننے اور سیکھنے کا ملت کے ذمہ دار طبقہ کو موقعہ ملتا ہے۔ جامعہ رحمانی تعلیم وتربیت کا منفرد ادارہ ہے، اس نے تعلیم وتربیت کی شاندار خدمت کی ہے، چاہے حفظ کا شعبہ ہو، یا عربی کا یا طلبہ میں ہمہ جہت صلاحیت پیدا کرنے کا مسئلہ ہو، جامعہ رحمانی کی کارکردگی قابل تقلید رہی ہے، اجلاس کے موقعہ پر ان کارکردگیوں کے مناظر سامنے آتے رہتے ہیں، اور عمل کا پیغام دیتے رہتے ہیں۔ جامعہ رحمانی کے اجلاس میں اس سال بھی ۸۲/فارغ علماء وحفاظ کی دستار بندی ہورہی ہے، علماء وحفاظ کی یہ کھیپ جہاں ملی، دینی، تعلیمی، سماجی اور اصلاحی محاذ پر کام کررہی ہے، وہیں بدلتے حالات میں تعلیم وتربیت کے نئے طریقے سامنے لارہی ہے، جامعہ رحمانی نے اسلاف کی قائم کی گئی سرحدوں میں رہ کر تعلیم وتربیت کے ایسے طریقوں کو اختیار کیا ہے، جو زمانہ کے چیلنجز کا مقابلہ کرنے والے افراد تیار کرسکیں۔

مولانا منت اللہ رحمانیؒ میموریل انسٹی ٹیوٹ میں تعلیمی سال کا آغاز

امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے تحت چلنے والے تکنیکی ادارے مولانا منت اللہ رحمانی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ ایف سی آئی روڈ، پھلواری شریف پٹنہ میں نئے تعلیمی سال کا آج مورخہ ۲۹/اکتوبر ۲۰۱۸ء کو باضابطہ آغاز ہوا، اس موقع سے انسٹی ٹیوٹ کے احاطہ میں ایک افتتاحی اجلاس قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی کی صدارت میں منعقد ہوا، اس افتتاحی اجلاس میں خاص طور پر امارت شرعیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر ٹرسٹ کے سکریٹری مولانا سہیل احمد ندوی، پرنسپل نصیر الدین انصاری اور امارت شرعیہ کے شعبۂ تعلیم کے نگراں جناب سید شمس الحسین نے شرکت کی، ان حضرات کے علاوہ تمام قدیم وجدید طلبہ، اساتذہ وملازمین بھی شریک رہے۔ اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اجلاس میں اپنے صدارتی خطاب کے دوران طلبہ کو نصیحت کرتے ہوئے قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی نے کہا کہ وقت سونے چاندی سے قیمتی دولت ہے، اسے ضائع نہ کریں، آپ اپنے قیمتی وقت کو پہچانیں، اگر دنیا میں باعزت اور باقدر زندگی گذارنے کی تمنا ہے تو سب سے پہلے اپنی قدر خود کریں، بلندی چھونے اور پہلی صف میں آنے کی تمنا کسے نہیں ہے، کسے اعلیٰ مقام پسند نہیں ہے، مگر یاد رکھئے صرف خواب وخیال سے محل تعمیر نہیں ہوا کرتے محنت وعمل اس کے لیے لازمی شرط ہے، آپ کی خوش نصیبی ہے کہ آپ صوبہ بہار کے اس ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ میں تعلیم حاصل کررہے ہیں، جس کی نسبت امارت شرعیہ جیسے باوقار اور عظیم ادارہ سے ہے، یہاں کا ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ پورے بہار میں منفرد شناخت رکھتا ہے۔ اس ادارہ کے سربراہ ملک کی نامور تعلیمی شخصیت ہیں، جنھوں نے رحمانی تھرٹی جیسا مضبوط نظام تعلیم قوم کو دیا، وہ چاہتے ہیں کہ امارت شرعیہ کے ماتحت چلنے والے تمام تعلیمی ادارے پورے ملک میں مثال ہوں، اس کے لیے لیے آپ عملی اقدام بھی کررہے ہیں، اور بہت قریب سے ان اداروں کی نگرانی فرمارہے ہیں، آپ تمام طلبہ کا فرض ہے کہ اس نظام کا مکمل ساتھ دیں، تاکہ خود آپ کا مستقبل تابناک اور روشن ہو، اور ملک وسماج کی تعمیر میں آپ کا اہم کردار ہو۔ جناب مولانا سہیل احمد ندوی نے امارت شرعیہ کے تعلیمی اور تکنیکی ادارے کا تعارف کرایا اور اس کی خصوصیت بیان کی انہوں نے کہا کہ امارت شرعیہ کا تکنیکی ادارہ کئی لحاظ سے دوسرے اداروں سے منفرد اور ممتاز ہے، اس کی خصوصیت ہے کہ یہاں حاضری پر پوری توجہ دی جاتی ہے اور اس کے لیے کوئی سمجھوتا نہیں کیا جاتا، ہم پڑھا کر ڈگری دیتے ہیں، صرف رسمی خانہ پری نہیں کرتے، اس کے علاوہ سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ تکنیکی تعلیم کے ساتھ اسلامی اخلاق اور اقدار کی تربیت دی جاتی ہے، خاص طور پر دینیات کی تعلیم لازمی طور پر شامل ہے، اس لیے کہ دین کی بنیادی تعلیم کا حاصل کرنا ہر ہر فرد کے لیے لازم ہے۔ انہوں نے طلبہ کو اپنے وقت کو علم کے حصول میں لگانے کی نصیحت کی۔

سیتامڑھی فساد متاثرین سے امارت شرعیہ کے وفد نے ملاقات کی

حضرت امیر شریعت مدظلہ کے حسب ہدایت امارت شرعیہ کے ایک وفد نے نائب ناظم مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب کی قیادت میں سیتامڑھی پہونچ کر فساد متاثرین سے ملاقات کی، واضح رہے کہ درگا پوجا کے موقع پر مورتی وسرجن کے پہلے اور بعد ضلع سیتامڑھی کے مرغیا چک اور مدھوبن سمیت دیگر کئی مقامات پر فرقہ وارانہ فساد رونما ہوئے، جس میں بھورہا کے باشندہ زین الانصاری کا قتل ہوا اور جناب محمد صابر صاحب اور معین الانصاری صاحب کے علاوہ کئی لوگ شدید طور پر زخمی ہوئے، وفد نے مقتول زین الانصاری کی رہائش گاہ پر پہونچ کر ان کے اہل خانہ سے ملاقات کی، اسی طرح جو لوگ شدید طور پر زخمی ہوئے ان کی بھی عیادت کی، وفد نے اپنے جائزہ رپورٹ میں بتایا کہ اگر پولس انتظامیہ مستعدی دکھاتی تو فساد رونما نہیں ہوتا، وفد نے مذہب کے نام پر ہونے والے اس فساد کی سخت مذمت کی اور حکومت سے پرزور مطالبہ کیا کہ مقتول کے وارثین کو معقول معاوضہ دیا جائے، جو لوگ زخمی ہیں انہیں بھی علاج کے ساتھ خصوصی معاوضہ دیا جائے اور آئندہ ایسے حالات پیدا نہ ہوں اس کے لئے قانون وانتظامیہ کو چوکس کیا جائے اور جن لوگوں کا نام ایف آئی آر میں درج ہوا ہے یا جن کی شناخت بطور مجرم ہورہی ہے انہیں سخت سے سخت سزا دی جائے۔ فساد کے سلسلہ میں وفد نے تفصیلی رپورٹ تیار کی ہے جو حضرت امیر شریعت مدظلہ کی خدمت میں پیش کی جائے گی اور حسب ہدایت موثر اقدامات کئے جائیں گے۔ اس وفد میں نائب ناظم صاحب کے علاوہ مولانا انوار اللہ فلک قاسمی، سیتامڑھی سنگھرش سمیتی کے صدر محمد شمس شاہنواز، مولانا لیاقت حسین قاسمی، مولانا مرتضیٰ قاسمی، افضل رانا وغیرہ شریک تھے۔

Volume:56/66,Issue:43 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

THE **NAQUEEB** WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

گاہے گاہے اسے پڑھا کیجئے
دل سے بہتر کوئی کتاب نہیں
(سعید راہی)

اسرائیل کے ساتھ عرب ممالک کی دوستی

مشرق وسطی میں ان دنوں ایک نئی صورت حال پیدا ہورہی ہے، جواس پورے خطے میں نہ صرف طاقت کے توازن کو بگاڑ دے گی؛ بلکہ عربوں کو مستقل طور پراسرائیل اوراس کے سامراجی آقاؤں کا غلام بنادے گی، یہ صورت حال اسرائیل کے ساتھ عربوں کی بڑھتی ہوئی دوستی سے پیدا ہورہی ہے، ظاہر ہے کہ یہ دوستی برابر کی نہیں ہے؛ کیوں کہ اسرائیل کی حیثیت ایک فاتح کی ہےاوروہ عربوں کا سب سے بڑا علاقہ ہڑپ کئے بیٹھا ہے؛لیکن علاقے میں ایک صرف اسرائیل ہی ایک بڑی فوجی طاقت نہیں، عرب کے مشرق میں ایران ہےتو مغرب میں ترکی، ان دونوں ممالک میں جمہوریت ہے، جس سے عرب حکومتیں ہمیشہ خوفزدہ رہتی ہے، ایران اور ترکی ہی دوایسے ممالک ہیں جن سے اسرائیل بھی خوف کھاتا ہے، انقلاب ایران کے بعد ایک طرف مغرب کی سامراجی طاقتیں ناراض ہوگئیں تو دوسری طرف عرب کی بادشاہتیں بھی دشمن ہوگئیں، کیوں کہ ایران انقلاب کے بعد امریکی مفادات کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بن کر سامنے آیا ہے، اس لیے امریکہ اور یورپی ممالک نیز عرب ممالک نے مل کر اس کے خلاف ایک محاذ بنالیا، رفتہ رفتہ ایران کا خوف اتنا شدید ہوگیا کہ عربوں کو اپنے ازلی دشمن اسرائیل سے دوستی کی ضرورت پڑگئی، چنانچہ عرب خطے میں سیکورٹی کی سربراہی کانفرنس سے یہ بات سامنے آرہی ہے کہ مشرق وسطی میں عرب ممالک کواسرائیل تو قبول ہے؛لیکن ایران نہیں، عمان کے خارجہ امور کے وزیر یوسف بن علاوی نے کہا کہ اسرائیل خطے میں ایک ملک ہےاور ہم سبھی اس بات کو سمجھتے ہیں، دنیا بھی اس حقیقت سے واقف ہےاوراب وقت آگیا ہے کہ اسرائیل کے ساتھ اسی طرح سلوک روا رکھا جائے اوراسرائیل پربھی وہی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔کئی ممالک تو پہلے ہی سے اسرائیل کے دوست بنے ہوئے ہین، ان میں مصراوراردن خاص طور پر اہمیت رکھتے ہیں،لیکن اب سعودی عرب بھی اسرائیل کے قریب ہورہا ہے اور کہا جاتا ہے کہ دونوں ممالک میں خفیہ رابطے گہرے ہوتے جارہے ہیں، سعودی عرب اوراس کے قریبی حلیف بحرین نے کہا کہ ایران کے تاریکی کے وژن سے لڑتے ہوئے خلیجی ممالک مشرق وسطی میں استحکام برقرار رکھنے کے لیے اہم کردار ادا کررہا ہے، جبکہ ریاض کو دہائیوں میں سب سے خراب سیاسی بحران کا سامنا ہے، سعودی عرب کے وزیر خارجہ عادل بن احمد الجبیر نے بحرین میں سیکورٹی کی ایک سربراہی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں مشرق وسطی مین دو وژن کا سامنا ہے، ایک (سعودی کا) روشنی کا وژن ہےاور دوسرا ایران کا تاریکی کا وژن ہے جو پورے خطے کو فرقوں میں تقسیم کرنے کی کوشش کررہا ہے، تاریخ بتاتی ہے کہ روشنی کی ہمیشہ تاریکی کے خلاف جیت ہوئی ہے، مگرسوال یہ ہے کہ ہم اسے کس طرح شکست دیتے ہیں، الجبیر نے کہا کہ سعودی عرب اور امریکہ کے تعلقات ناقابل تسخیر ہیں اورانہوں نے امریکی انتظامیہ کی حالیہ خارجہ پالیسی کو منطقی اور حقیقی قرار دیتے ہوئے اس کی تعریف کی ہے۔

اس طرح ہم دیکھ رہے ہیں کہ ایک طرف تو اسرائیلی جارحیت میں اضافہ ہورہا ہےاور دوسری طرف خلیجی ممالک نے اپنے مسلمان بھائیوں کے قاتل اسرائیل کے لیے اپنی باہیں واکردی ہیں، اس سے صاف ظاہر ہے عرب ممالک اندرونی طور پراسرائیل کے ساتھ ہیں، جس نے قبلہ اول پر قبضہ بھی کرر کھا ہےاور مسلسل اس کی بے حرمتی کررہا ہے، مسلمانوں کو جمعہ کی نماز تک ادا نہیں کرنے دی جاتی، گذشتہ جمعہ کو اسرائیلی فوج نے فائرنگ کرکے مزید 5 فلسطینیوں کو شہید کردیئے، مگر متعدد عرب ممالک صہیونی دشمن پر اپنی محبتیں نچھاور کررہے ہیں، گذشتہ جمعہ کو صہیونی وزیر اعظم نیتن یاہو نے مسلم ملک عمان کا دورہ کیا اور سلطان قابوس بن سعید نے اس کا اوراس کی اہلیہ کا اپنے محل میں استقبال کیا، دونوں کی گرمجوشی ملاقات کی تصویریں بھی عام ہوگئیں، اطلاعات کے مطابق عمان کے سلطان نے نیتن یاہو کو باضابطہ دعوت دی تھی، علاوہ ازیں اسرائیل وزیر کھیل اپنی کراٹے ٹیم کو لے کر متحدہ عرب امارات پہنچ گئے، قطر کی جمناسٹک فیڈریشن نے یہودی کھلاڑیوں کی دوحہ میں میزبانی کی، اسرائیلی کھلاڑیوں کو اس سے پہلے بھی قطر میں بلایا جاتا رہا ہے، جبکہ قطر کا سرکاری موقف فلسطینی قوم کے حقوق کی حمایت ہے، عملا بیشتر عرب ممالک اسرائیل کے تحفظ سے دلچسپی رکھتے ہیں، جس کی بنیادی وجہ تو امریکہ ہے جو اسرائیل کا سب سے بڑا پشت پناہ ہےاور کسی بھی مسلم ملک میں امریکہ کو ناراض کرنے کی جرأت نہیں، ایک بڑا ملک مصر تو فوجی حکمران جنرل حسنی مبارک کے دور میں امریکی دباؤ پر اسرائیل سے کیمپ ڈیوڈ معاہدہ کئے بیٹھا ہے، جس کا کوئی بھی فائدہ مصریوں کو نہیں ہوا، عرب اسرائیل جنگ میں مصر سمیت کئی عرب ممالک مل کر بھی اسرائیل کو شکست نہیں دے سکے، جس کی اصل وجہ عربوں کی پستی اوران کی فوجوں کی آرام طلبی تھی، اس جنگ کے موقع پر مصر کے حکمران جمال عبدالناصر نے نعرہ لگایا تھا کہ ہم فرعون کی اولاد ہیں، چنانچہ وہی حشر ہوا جو فرعون اوراس کی اولاد کا ہوا، اسرائیل نے فلسطین اوراردن کے بڑے حصے پر قبضہ کرلیا، شام کا پہاڑی علاقہ جولان اب تک اسرائیل کے قبضے میں ہے، برطانیہ نے عالم عرب کے سینے میں اسرائیل کا خنجر اسی لیے گاڑا تھا کہ عربوں کا خون بہتا رہے، اب خلیجی ممالک نے جس طرح کھل کر اسرائیل، اس کی قیادت اور شہریوں کے لیے اپنے دروازے کھول دیئے ہیں، یہ شرم ناک ہےاور خلیجی ممالک کی قیادت کی بے حسی ہے، صہیونی کبھی بھی عربوں کے دوست نہیں ہوسکتے، جب تک مسلمان انہی کے رنگ میں نہ رنگ جائیں، اسرائیلی بھیس بدل بدل کر مسلم ممالک میں داخل ہورہا ہےاور جن مسلم ممالک میں اس کی مصنوعات پر پابندی ہے، وہاں وہ امریکہ، یا کسی اور یورپی ملک کا لیبل لگا کر اپنا سامان بھیجتا ہے، خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ اسرائیل کی پشت پناہی کرنے، اس کو مدد فراہم کرنے اوراس کے لیے اپنی باہیں پھیلا دینے والے مسلمانوں کے دشمن اور غدار ہیں، ان دشمنوں میں سے سب سے بڑا تو خود امریکہ ہے؛لیکن جس طرح خلیجی ممالک نے اسرائیل کو سر پر بیٹھا لیا ہے، اسی طرح بیشتر مسلم ممالک اب تک اس حقیقت کو نہیں سمجھ سکے کہ امریکہ ہر مسلمان کا دشمن ہےاور ایک ایک کر کے سب کو نشانہ بنارہا ہے، امریکہ کا ایک سابق صدر اسے صلیبی جنگ کا احیا کہہ چکا ہے؛لیکن غلطی کا احساس دلانے پر اسے زبان کی لغزش قرار دیا، ایسا ہرگز نہیں ہے جو دل میں تھا، وہی زبان پر آیا اور تردید کرنے سے کیا ہوتا ہے، اس کا عمل تو سب کے سامنے ہے، اس نے مسلمانوں سے نفرت کی وجہ سے مقبوضہ بیت المقدس کو اسرائیل کا دارالحکومت قرار دیا ہے، سلطان قابوس اور نیتن یاہو میں ملاقات کے بعد جاری کردہ مشترکہ بیان میں کہا گیا ہے کہ ملاقات میں مشرق وسطی میں امن وامان، استحکام اور باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال کیا گیا، کیا اسے سلطان قابوس کی سادگی کہا جائے، بزدلی کہا جائے، یا حماقت کہ جس نے مشرق وسطی کا امن برباد کر رکھا ہے، اس سے خیر کی توقع تو فضول ہے، لگتا ہے کہ مشرق وسطی میں کوئی بڑی تبدیلی آنے والی ہے، امریکہ کا یہ جملہ بھی معنی خیز ہے کہ روس مشرق وسطی میں ہماری جگہ نہیں لے سکے گا۔اب سوال یہ ہے کہ کیا واقعی سارا عرب امریکہ اوراسرائیل کے سامنے سرنگوں ہوچکا ہے؟ کیا ایران اوراسرائیل سے بدتر ہے، جسے امریکہ کی مدد سے ختم کرنا ناگزیر بنتا جارہا ہے، اگر عرب ممالک کو اس بات کا احساس نہیں کہ امریکہ اوراسرائیل عربوں کو ایران سے لڑا کر ان کی طاقت کو کمزور بنانا چاہتا ہے کہ سارا خطہ اسرائیل کے تسلط میں آجائے اور جس کے بعد عظیم تر اسرائیل کی تشکیل بھی ممکن ہوجائے جو صہیونیت کا ایک بڑا خواب ہے۔

نوجوانوں میں قائدانہ صلاحیتوں کے فروغ کی ضرورت

عارف عزیز (بھوپال)

تعلیمی نظام جن اقدار کو رواج دیتا ہے، طلبا اپنی زندگی میں انہی اقدار کو اختیار کرتے ہیں، طلبا میں قائدانہ صلاحیتوں کے فروغ اوران کی شخصیت کی تعمیر کے لیے اسکولی سطح پر کام کرنے کی ضرورت ہے، اسکول کی زندگی طلبا کی ذہنی، فکری رویوں کو تعمیر، ترقی، تبدیلی اورارتقاء کا نقطہ آغاز ہوتی ہے، اساتذہ طلبا کی زندگی کے اس اہم دور کو ضائع نہ کریں، بچوں کی قائدانہ صلاحیتوں کی نشوونما کے ذریعے معاشرے کو امن وشانتی کا گہوارہ بنائیں۔طلبا کی زندگی استاد کی تعلیم وتربیت کی زیر اثر پروان چڑھتی ہے، وہ اپنی زندگی کے ہر شعبے میں استاد کی رہنمائی ورہبری کے محتاج رہتے ہیں۔

سکندر اعظم سے پوچھا گیا کہ وہ کیوں والدین سے زیادہ اپنے استاد کی عزت کرتا ہےتو اس کا جواب تھا کہ:

”والدین اولاد کو آسمان سے زمین پر لاتے ہیں، جبکہ استاد اپنے شاگرد کو زمین کی پستیوں سے آسمان کی بلندیوں پر فائز کرتا ہے“۔!

تعلیمی اداروں میں طلبا کی قائدانہ صلاحیتوں کے فروغ کے لیے لیڈر شپ کوالیٹی پروگراموں کا انعقاد ناگزیر ہے، طلبا میں قیادت کے مطلوبہ کردار کے حصول کے لیے محکمہ تعلیمات اپنا گراں قدر کردار پیش کرے۔ ملک کی ترقی وتعمیر مین قائدانہ صلاحیتیں آکسیجن کا کام کرتی ہیں، لہذا انہیں فروغ دینا ضروری ہے۔

نئی نسل میں قیادت کے اوصاف پیدا کئے بغیر ملک کو استحکام اور دیرپا خوش حالی ملنا دشوار ہے، طلباء میں علم ودانش اور قائدانہ صلاحیتوں کے فروغ کے ذریعے ملک وقوم کے زوال کو کمال میں بدلا جاسکتا ہے۔

چین کی ایک مشہور کہاوت ہے:

”اگر ایک سال کی منصوبہ بندی کرنی ہوتو مکئی اُگاؤ، اگر دس سال کی منصوبہ کرنا چاہتے ہوتو درخت اُگاؤ اوراگر صدیوں کی منصوبہ بندی کرنا چاہتے ہوتو اپنے جوانوں کی تربیت کرو، انہیں بہترین تعلیم دو۔“

ملک کی ترقی کی رفتار بہت سست ہے، اس کی سب سے بڑی وجہ ملک کی سیاست اور دیگر عہدوں پر نااہل لوگوں کا غلبہ ہے اور یہ ایک آفاقی حقیقت ہے کہ بڑی عمر کے لوگ تبدیل نہیں ہوسکتے، جب تک ذہن وسوچ کا انداز نہیں بدلتا، حالات نہیں بدل سکتے۔

حالات کی تبدیلی کے لیے ہمیں نئی نسل پر توجہ مرکوز کرنی ہوگی۔ سیاست اوراعلیٰ عہدوں پر عمر رسیدہ اصحاب کے غلبے کی وجہ بھی درحقیقت نئی نسل میں قائدانہ صلاحیتوں کا فقدان ہےاوراسی لیے تشدد اور عدم برداشت کا رجحان فروغ پذیر ہے، تشدد، منفی رویوں اورعدم برداشت جیسے غیر پسندیدہ رجحانات پر طلبہ میں قائدانہ صلاحیتوں کے فروغ کے ذریعے ہی قابو پایا جاسکتا ہے۔(روزنامہ ندیم بھوپال:۳۰/اکتوبر۱۸ء)

WEEK ENDING-05/11/2018, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, *E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com*, *Web. www.imaratshariah.com*,

نقیب   قیمت فی شمارہ -/6 روپے   ششماہی -/200 روپے   سالانہ -/300 روپے